اضافہ شدہ ایڈیشن



قربانی کے فضائلِ و مسائلِ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

مکتبۃ الاسلام کراچی

قربانی
کے
فضائل و مسائل

اضافہ شدہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

باہتمام : شاہد محمود

ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی

موبائل : 0300-8245793

ای میل : shahidflour68@gmail.com

ملنے کا پتہ

ادارۃ المعارف کراچی
احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی

موبائل : 0300-2831960

فون : 021-35123161 ، 021-35032020

ای میل : lmaarif@live.com

فہرستِ عنوانات

قربانی کے فضائل ۳۷

قربانی کے ضروری مسائل ۴۸

پیشِ لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امّا بعد!

بندۂ ناچیز نے ''قربانی کے فضائل ومسائل'' کے نام سے بہت عرصہ پہلے ایک رسالہ تحریر کیا تھا جو خاصا مقبول ہوا، اس میں عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل، تکبیرِ تشریق کے احکام، قربانی کے فضائل، قربانی کے ضروری مسائل اور قربانی کے جانور کی کھال کے احکام لکھے گئے تھے، بعد میں اس میں قربانی کے جانور کے عیوب کے لحاظ سے کچھ مسائل کے اضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں قربانی کرنے کا مسئلہ بھی غور طلب تھا، اس لئے بندہ نے اس پر نظر ثانی کی اور مولانا محمد طاہر بہاولپوری صاحب کو اللہ تعالیٰ بیحد جزاءِ خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے ضروری مسائل کا اضافہ کیا اور سلیقہ سے ان کو مرتب کردیا۔

اس طرح اب اس میں اہم اور ضروری مسائل آگئے ہیں اور بندہ نے بھی ان کو دیکھ لیا ہے، مسائل کے لحاظ سے اب یہ رسالہ کافی جامع ہوگیا ہے،

اللہ پاک اس کو قبول فرمائیں اور مسلمانوں کے لئے اس کو نافع اور مفید بنائیں اور مولانا محمد طاہر بہاولپوری صاحب کے علم وعمل اور عمر میں برکت اور ترقی عطا فرمائیں اور جو خدمت موصوف نے کی ہے اس کو قبول فرمائیں اور مسلمانوں کے لئے اس رسالہ کو بیحد نافع اور مفید بنائیں، آمین

بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفاء اللہ عنہ

جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴۳۷/۱۰/۲۵ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلحمدُ لِلّٰہِ الَّذِی ھَدَانَا لِلاِسلَامِ وَمَنَّ عَلَینَا بِمُحَمَّد عَلَیہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ.

اَمَّا بَعد!

ماہِ ذی الحجہ کے شروع کے دس دن اسلام میں خاص دن ہیں۔ احادیثِ مبارکہ میں ان کو سب سے افضل اور سب سے زیادہ عظمت والے دن بتایا گیا ہے۔ ان ایام میں عبادت اور ذکر وتلاوت کے خصوصی فضائل ہیں۔ بقرعید کا دن خوش اور مسرت کا دن ہے، اس میں نمازِ عید کے خاص احکام ہیں، اس دن قربانی کرنے کا حکم ہے جس کے بہت سے فضائل اور بیشمار احکام ہیں۔ ان کو جاننا ضروری ہے ہم یہاں ان سب کو قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔

ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلت

حدیث:- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَیَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیهِنَّ أَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَیَّامِ الْعَشَرَةِ قَالُوا: یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَیْءٍ. (رواہ البخاری)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کے یہاں ان (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔“ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جہاد بھی ان (ایام کے عمل) کے برابر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(ہاں) جہاد بھی ان (دنوں میں کئے ہوئے عمل) کے برابر نہیں۔ مگر وہ شخص جو جان و مال لے کر جہاد کے لئے نکلے پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لائے“ (نہ جان، نہ مال دونوں قربان

کردے، یعنی شہید ہوجائے)۔(بخاری شریف)

تشریح

اس حدیث پاک میں ماہِ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی بڑی فضیلت اور اہمیت بتلائی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ' کے نزدیک ان دس دنوں میں کیا ہوا نیک عمل اتنا محبوب اور پسندیدہ ہے کہ سال کے باقی دنوں کا کوئی عمل اتنا محبوب نہیں۔ سال کے تمام دنوں میں ان دس دنوں کے نیک اعمال سب سے زیادہ مقبول اور محبوب ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا جو اسلام میں چوٹی اور سر کا مقام رکھتا ہے وہ بھی ان ایام کے اعمال کے برابر نہیں۔ البتہ جس شخص نے جان اور مال دونوں راہ خدا میں قربان کردیئے تو اس کی یہ ایثار وقربانی اور شہادت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان ایام کے نیک عمل کے برابر پسندیدہ ہوسکتی ہے۔ لہٰذا ان مبارک دنوں میں خداوند قدوس جل شانہ' کی اطاعت وبندگی بہت لگن سے کرنی چاہئے اور غیر ضروری دنیاوی علائق سے ہٹ کر ہمہ تن باری تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونا چاہئے، ذکر وفکر، تسبیح وتلاوت اور دیگر معمولات یومیہ میں کچھ نہ کچھ ضرور اضافہ کرنا چاہئے۔

عشرۂ ذی الحجہ میں ذکر اللہ کی کثرت کرنا

حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَا مِنْ أَیَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ، وَلَا أَحَبُّ إِلَی اللّٰہِ الْعَمَلُ فِیھِنَّ مِنْ أَیَّامِ الْعَشْرِ فَأَکْثِرُوا فِیھِنَّ مِنَ التَّسْبِیحِ، وَ التَّھْلِیلِ وَ التَّحْمِیدِ وَ التَّکْبِیرِ. (رواہ الطبرانی)

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ عظمت والا کوئی دن نہیں اور نہ ان دنوں کے عمل سے اور کسی دن کا عمل زیادہ محبوب ہے۔ لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح اور تکبیر و تحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی)

تشریح

تسبیح، تہلیل، تکبیر اور تحمید دینی زبان کے خاص الفاظ ہیں۔ تسبیح سے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا، تہلیل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا، تکبیر سے اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا اور تحمید سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا مراد ہے۔ یہ بہت مبارک کلمات ہیں، احادیث میں ان کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابۂ کرامؓ سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو روزانہ اُحد پہاڑ کے برابر عمل کرلیا کرے؟ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی

کون طاقت رکھتا ہے (کہ اتنے بڑے پہاڑ کے برابر عمل کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص طاقت رکھتا ہے۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا اس کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَر کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے۔ (کذا فی مجمع الزوائد)

ایک دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ سو مرتبہ پڑھا کرو۔ اس کا ثواب ایسا ہے جیسے تم نے سو عربی غلام آزاد کئے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سو مرتبہ پڑھا کرو۔ اس کا ثواب ایسا ہے جیسے تم نے سو گھوڑے مع سامان وغیرہ جہاد میں سواری کے لئے دے دیئے اور اَللّٰہُ اَکْبَر سو مرتبہ پڑھا کرو، یہ ایسا ہے جیسے تم نے سو اونٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہو گئے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سو مرتبہ پڑھا کرو، اس کا ثواب تو تمام آسمان وزمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ (رواہ احمد)

اس لئے ان مبارک ایام میں بہت ہی اہتمام سے ان مذکورہ کلمات کو بکثرت پڑھتے رہنا چاہئے اور استغفار ودرود شریف کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

عشرۂ ذی الحجہ میں دن کو روزہ اور شب میں عبادت کی فضیلت

حدیث :۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِن أَيَّام أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ أَن يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِن عَشرِ ذِي الْحِجَّة يَعدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيلَةٍ مِنهَا بِقِيَام لَيلَة الْقدر. (كذا في مجمع الزوائد)

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ (کیونکہ) عشرہ ذی الحجہ میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔

تشریح

رسول کریم ﷺ کے مذکورہ ارشاد سے بقرعید کے شروع کے دس دنوں کی کتنی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی کہ اگر کوئی شخص ان دنوں میں ایک روزہ رکھے تو ایک سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے، دو روزے رکھے تو دو سال کے روزوں کے برابر ثواب ملے اور اگر کوئی مرد خدا اور آخرت کا حریص، دسویں تاریخ چھوڑ کر باقی پورے نو دن کے روزے رکھ لے تو اس کو نو سال کے

روزوں کے برابر ثواب ملے یہ تو دن کی فضیلت ہوئی اور شب کی فضیلت یوں سمجھنا چاہئے کہ اول تو رمضان المبارک میں شبِ قدر مل جانا کوئی یقینی نہیں، پھر مل جائے تو وہ صرف ایک ہی شب کی فضیلت ہے لیکن یہاں اس عشرے کی ہر شب میں جاگ کر ہر شخص شب قدر کی عبادت کا ثواب حاصل کرسکتا ہے اور شب قدر کا ثواب ہزار مہینوں سے بہتر بتلایا گیا ہے جن میں تقریباً تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں تو گویا شب قدر میں عبادت کرنا تیس ہزار راتوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اب ان دس دنوں کی راتوں میں عبادت کرکے ہر شخص یہ ثوابِ عظیم حاصل کرسکتا ہے۔ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ آخرت کی کمائی کرنے والے آئیں، اور اپنے جوہر دکھلائیں۔

عشرۂ ذی الحجہ میں بال اور ناخن

حدیث:۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ بَعْضُكُمْ أَنْ یُضَحِّیَ، فَلَا یَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَیْئًا. (رواہ مسلم)

ترجمہ

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع

ہو جائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (مسلم شریف)

تشریح

اس روایت کو اور اس جیسی دوسری روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے علماء نے فرمایا ہے کہ قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک نہ تو اپنے ناخن کترے اور نہ سر کے بال مونڈے نہ کترے اور نہ بغل اور ناف کے نیچے کے بال صاف کرے، بلکہ بدن کے کسی بھی حصے کے بال نہ کاٹے۔ قربانی کرنے کے بعد ناخن تراشے اور بال کٹوائے۔ لیکن یاد رہے ایسا کرنا مستحب ہے اور حتی الامکان مستحب پر عمل کرنا بھی چاہئے لیکن اگر کسی وجہ سے کوئی شخص قربانی سے پہلے مثلاً عید الاضحیٰ سے ایک دو روز پہلے خط بنوالے یا بدن کے مخصوص حصوں کے بال صاف کرلے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور ایسا کرنے سے قربانی کے صحیح ہونے میں کوئی خلل نہیں آتا، قربانی درست ہو جاتی ہے۔

نویں تاریخ کا روزہ

حدیث:۔ عَن قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ صِیَامُ یَومِ عَرفَةَ، أَحتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ أَن یُکَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِی قَبلَهُ وَالسَّنَةَ

الَّتِی بَعْدَهُ.... الخ (رواہ مسلم)

ترجمہ

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کی نویں تاریخ کے روزے کے بارے میں کہ میں اللہ پاک سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ (مسلم شریف)

تشریح

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو جو دن ہوتا ہے اس کو عرفہ کا دن کہتے ہیں، ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں اس کی خاص اہمیت ہے اور خاص فضیلت ہے، اس دن کا روزہ رکھنے سے اگلے اور پچھلے ایک سال کے گناہِ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں، لہٰذا اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے اس دن کا نفل روزہ رکھنا چاہئے اور اطاعت وبندگی میں خاص دلچسپی لینی چاہئے، گناہوں کی معافی اور دارین کی عافیت مانگنی چاہئے البتہ بعض جگہ پر اس دن کچھ لوگ اپنے اپنے علاقہ میں بستی سے باہر میدان میں جمع ہو کر اہل عرفات کی مشابہت اختیار کر کے ذکر ودعا میں مشغول ہوتے ہیں یہ بالکل بے اصل بات ہے اور بدعت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

شب بقرعید کی فضیلت

حدیث:- عَنْ اَبِی اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَامَ لَیْلَتِي الْعِیْدَیْنِ مُحْتَسِبًا لَمْ یَمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ. (رواہ ابن ماجۃ)

ترجمہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

(ابن ماجہ بحوالہ الترغیب)

تشریح

عید الفطر اور بقرعید کی شب کو زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں کو عبادتِ الٰہی میں مشغول رکھے اور ذکر وتسبیح، صلہ رحمی، نیکوں کی محبت وہم نشینی میں اس وقت کو پورا کرے۔ اہل وعیال کے ساتھ انس ومحبت سے پیش آئے۔ عزیز واقارب سے میل ملاقات اور حسنِ سلوک کرے، یہ سب کارہائے خیر ہیں اور عبادت میں ان راتوں کو گزارے۔ اور یہ جو فرمایا گیا کہ ''اُن راتوں میں عبادت کرنے والے کا دل مردہ نہ ہوگا'' اس کا مطلب یہ

ہے کہ قیامت کے ہولناک اور دہشت ناک دن مین جب ہر طرف خوف وہراس اور دہشت وگھبراہٹ پھیلی ہوئی ہوگی، لوگ بدحواس اور مدہوش ہوں گے اوران کی نشہ کی سی کیفیت ہوگی۔ حالانکہ انہیں نشہ قطعاً نہ ہوگا لیکن عذابِ الٰہی ایسی سخت چیز ہے جس سے لوگوں کی یہ حالت ہوگی، ایسے قیامت خیز دن میں حق تعالیٰ شانہ' اس بندہ کو پُرتنعم اور باسعادت زندگی بخشیں گے، خوف ودہشت کا دوردور تک کوئی نشان نہ ہوگا، ہر بھلائی اس کے قدم چومے گی۔ اس پر رحمت ہی رحمت برستی ہوگی اور وہ بہت پرلطف اور پرمسرت زندگی میں مگن ہوگا۔ (حاشیۃ الترغیب بتصرف) حق تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت نصیب فرمائیں، اس لئے بقرعید کی شب بڑی مبارک اور باسعادت رات ہے اس کی قدر کرنی چاہئے اوراس کی قدردانی یہی ہے کہ یہ رات کثرتِ ذکراللہ اور درود شریف میں اور دیگر عبادات میں لگ کرگزارنی چاہئے۔

ساری رات نہ جاگ سکیں تو جتنی رات آسانی سے جاگ کرعبادت کرسکیں اتنا ہی کرلیں، کم ازکم عشاء اور فجر کی نماز تو ضرور ہی تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کریں اور درمیان میں جتنی دیر ذکروعبادت کرسکیں کریں پھر سوجائیں، اتنا کرنے پر بھی اُمید ہے حق تعالیٰ محروم نہ فرمائیں گے۔

پانچ مبارک راتیں

حدیث:۔ وَرُوِیَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ

ﷺ مَنْ اَحْیَا اللَّیَالِیَ الْخَمْسَ، وَجَبَتْ لَہٗ الْجَنَّۃُ لَیْلَۃَ

التَّرْوِیَۃِ وَلَیْلَۃَ عَرَفَۃَ وَلَیْلَۃَ النَّحْرِ وَلَیْلَۃَ الْفِطْرِ وَلَیْلَۃَ

النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ۔ (رواہ الاصبھانی)

ترجمہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے (ذکر وعبادت کے ذریعہ) پانچ راتیں زندہ رکھیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ وہ پانچ راتیں یہ ہیں) آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقرعید کی رات، عید الفطر کی رات اور پندرہویں شعبان کی رات۔ (کذا فی الترغیب)

تشریح

یوں تو عشرۂ ذی الحجہ کی ساری راتیں بڑی مبارک اور بڑی فضیلت والی ہیں جیسا کہ پچھلی احادیث میں ان کی فضیلت بیان ہوئی۔ یہ ساری راتیں ایسی عظمت والی ہیں کہ خود حق تعالیٰ جل شانہٗ نے سورۃ الفجر میں ان راتوں کی قسم کھائی ہے۔ پھر ان تمام راتوں میں ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں تاریخ کی راتیں اور بھی زیادہ اہم اور فضیلت والی ہیں۔ ان راتوں کی ایک خاص فضیلت یہ بتلائی گئی ہے کہ جو شخص کوشش کرکے ان راتوں میں جاگ کر

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور شب برات اور شبِ عید الفطر میں بھی حق تعالیٰ کی عبادت وطاعت میں لگا رہے تو ایسے شخص کی اس محنت کا بدلہ اور صلہ حق تعالیٰ کے یہاں صرف اور صرف جنت ہے۔ سال بھر کی سینکڑوں راتوں میں صرف پانچ راتوں میں جاگنا اور عبادت میں لگنا کوئی بھی زیادہ کٹھن اور مشکل کام نہیں ہے۔ دنیا کے معمولی معمولی نفع اور فائدہ کے لئے ہم بیسیوں راتیں جاگ کر گزار دیتے ہیں۔ چنانچہ چوکیداری کرنے والے چند پیسوں کی خاطر ساری رات جاگتے ہیں۔ کپڑا بننے والی ملوں میں ملازم تمام رات ڈیوٹی ادا کرتے ہیں، غور کرنے سے اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں مل جائیں گی تو کیا آخرت کے ہولناک دن سے بچنے، پاکیزہ زندگی حاصل کرنے اور مقامِ جنت پانے کے لئے ہم نہیں جاگ سکتے اور عبادت نہیں کر سکتے؟ ضرور کر سکتے ہیں، تو پھر کمر بستہ ہو جایئے۔ نفس وشیطان کا مقابلہ کیجئے اور ان قیمتی راتوں کو ضائع اور برباد نہ کیجئے۔ ذکر وتسبیح اور دیگر کارہائے خیر سے جہاں تک ہو سکے ان مبارک راتوں کو زندہ رکھئے۔

شبِ بقرعید کی ناقدری

گزشتہ احادیث سے ثابت ہوا کہ عشرۂ ذی الحجہ کی ساری راتیں بڑی فضیلت والی ہیں۔ پھر ان میں آٹھویں، نویں اور دسویں تاریخ کی راتیں اور بھی اہم ہیں۔ پھر ان میں بھی بقرعید کی شب جو عشرۂ ذی الحجہ کی آخری شب

ہے اور بھی اہم رات ہے، جس کے تفصیلی فضائل اوپر بیان ہو چکے، مگر افسوس ہم نے ان سب برکتوں سے اپنے آپ کو محروم کیا ہوا ہے اور نہ صرف محروم، بلکہ اس مبارک شب کو طرح طرح کی لغویتوں، فضول باتوں، لایعنی کاموں اور طرح طرح کے گناہوں میں گزارا جاتا ہے۔

جس کی چند مثالیں یہ ہیں:

... بعض لوگ یہ مبارک رات مختلف کھیلوں میں مصروف ہو کر گزار دیا کرتے ہیں، مثلاً شطرنج، چوسر، لوڈو، کیرم بورڈ اور دیگر جدید ہار جیت والے کھیلوں میں، جن میں شطرنج اور چوسر تو حرام ہی ہیں اور باقی کھیل بھی شرائطِ جواز مفقود ہونے کی بناء پر ناجائز ہوتے ہیں۔ بالفرض کوئی کھیل اگر جائز بھی ہو تب بھی یہ مبارک رات لہو ولعب کے لئے نہیں، عبادت وطاعت کے لئے ہے اس کو عبادت ہی میں مشغول رکھنا چاہیے۔ جائز اور مباح کھیلوں سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

... بہت سے لوگ ٹی وی کے پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ حالانکہ ٹی وی متعدد مفاسد اور بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے۔ جس کی بناء پر اس کو دیکھنا جائز نہیں، اگرچہ پروگرام مذہبی یا تعلیمی نوعیت کا ہو۔ پھر اس مقدس شب میں اس لعنت میں مبتلا ہونا اس کے گناہ کو اور بھی سخت کر دیتا ہے،

اس لئے اس نامراد چیز سے بالعموم اوراس مبارک شب میں بالخصوص اجتناب کرنالازم ہے۔موبائل اورانٹرنیٹ کے ناجائزاستعمال کابھی یہی حکم ہے۔

... بعض لوگ اس مبارک رات میں بازاروں کی سجاوٹ، چمک دمک، خریداروں کی کثرت دیکھنے کے لئے بازاروں میں تفریح کرتے ہیں یا قربانی کے جانوروں کی مارکیٹ میں جانور دیکھنے میں مشغول رہتے ہیں اوراس طرح رات کا اکثر وبیشتر حصہ ضائع کرتے ہیں جبکہ بازار روئے زمین پر حق تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ بدتر اور مبغوض ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ بازار اکثر گناہوں کا اور بڑے بڑے گناہوں کا مرکز ہیں مثلاً عورتوں کا بن سنور کر بے پردہ خرید وفروخت کرنا اور بازاروں میں گھومنا، گانا بجانا عام ہونا، دھوکہ فریب، جھوٹ، غیبت گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا ہونا، کم تولنا اور ناپنا، ملاوٹ وغیرہ کرنا، اس لئے بازاروں میں تو تمام گناہوں سے حتی الامکان بچتے ہوئے ضرورت کے وقت، بقدرِ ضرورت ہی جانا چاہئے، تو بلاضرورت بازاروں میں تفریح کرنے والے بھی طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔اس طرح اس مبارک رات میں بجائے کچھ حاصل کرنے کے اور گناہوں میں مشغول ہونا اور حق تعالیٰ کی سب سے ناپسندیدہ جگہ میں بلاضرورت جانا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت سے بالکل محروم کرنا ہے۔

... بعض لوگ اس رات ہوٹلوں میں ٹھنڈے گرم مشروبات

پینے میں مصروف ہو کر اور گھنٹوں اِدھر اُدھر فضول باتوں بلکہ گناہ کی باتوں میں مشغول ہو کر اس مقدس شب کا بہترین اور اکثر حصہ ضائع کرتے ہیں جو سراسر محرومی ہے اور گناہوں کا ارتکاب جدا ہے۔

... بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں اس شب کی عظمت وفضیلت ہی کا علم نہیں، اس لئے وہ کبھی اس رات میں ذکر وعبادت اور تسبیح ومناجات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، اس طرح وہ اپنی جہالت ونادانی سے بیسیوں راتیں گنوا چکے ہیں اور ان کی اس جہالت نے، انہیں آخرت کے ثوابِ عظیم سے محروم کیا ہوا ہے جو بڑے ہی خسارہ کی بات ہے۔

... بعض لوگ جنہیں اس رات کی عظمت وفضیلت کا علم ہے، دین اور علم دین سے ان کو نسبت ہے، دیکھا جاتا ہے کہ وہ بھی اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اگر کوئی غلطی سے انہیں اس طرف توجہ دلا دے تو فوراً یہ جواب ملتا ہے کہ "اس رات میں جاگنا کوئی فرض وواجب نہیں"۔ بیشک اس رات میں جاگنا اور نفل عبادت وغیرہ کا اہتمام کرنا فرض وواجب نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیٔ برحق ﷺ کی کیا یہ سب ترغیبات فضول ہیں اور اسی قابل ہیں کہ انہیں غیر فرض قرار دے کر رد کر دیا جائے۔ آخر ان ترغیبات کا کون مکلّف ہے؟ اہلِ علم تو انہیں غیر ضروری قرار دے کر ٹھکرا دیں اور عوام اپنی جہالت

ونا واقفیت کی بناء پر اہتمام نہ کریں تو پھر امت میں سے کون ان پر عمل کرے گا؟ ذرا بتلایئے! آخرت کے اتنے عظیم ثواب اور رضائے الٰہی اور حصولِ جنت سے، اپنے آپ کو محروم کرنا کیا کوئی خسارہ کی بات نہیں، اور کیا یہ چیزیں آپ حاصل کر چکے ہیں؟ اگر نہیں تو اس استغناء سے پناہ مانگئے اور استغفار کیجئے۔

... بعض تاجر اس شب میں دنیاوی مصروفیات کو کم کرنے کے بجائے اور بڑھا لیتے ہیں اور اس میں اس قدر منہمک اور مصروف ہوتے ہیں کہ بسا اوقات اس دھن میں فرض نمازیں بھی قربان ہو جاتی ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں، ایسے تاجر اگر کاروباری مصروفیت کم نہیں کر سکتے اور اس رات کو ذکر و تلاوت اور عبادت و طاعت میں نہیں گزار سکتے تو کم از کم فجر اور عشاء کی نماز باجماعت ادا کر کے اور چلتے پھرتے ذکر و دعا کے ذریعے کسی نہ کسی درجہ میں وہ بھی اس شب کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں، بات اصل میں فکر و طلب اور قدر و قیمت کی ہے جس کے دل میں ذرا بھی اس کی اہمیت ہے اور فکر ہے تو وہ سخت سے سخت مشغولیت میں بھی اس فضیلت کو حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لے گا۔ اور جس کو طلب نہیں، دنیا اور دنیاوی منافع ہی اس کی نظر میں اصل مقصود ہیں تو اس کے دل میں ان باتوں سے احتراز ہی پیدا ہوگا اور

اس کا نفس طرح طرح کے حیلے بہانے پیش کر کے بالآخر اس کو اس شب کی برکات سے محروم کر دے گا...... حق تعالیٰ محفوظ رکھیں۔ آمین!

عید کی تیاری کا فتنہ

ایک اور فتنہ ''عید کی تیاریوں'' کا ہے، جو عید الفطر میں زیادہ اور بقرعید کے موقع پر کچھ کم ہوتا ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے بلاشبہ مسرت کا دن قرار دیا ہے اور اتنی بات بھی شریعت سے ثابت ہے کہ اس روز جو بہتر سے بہتر لباس کسی شخص کو میسر ہو وہ لباس پہنے، لیکن آج کل اس غرض کے لئے جن بے شمار فضول خرچیوں اور اسراف کے ایک سیلاب کو عیدین کے لوازم میں سمجھ لیا گیا ہے، اس کا دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

آج یہ بات فرض و واجب سمجھ لی گئی ہے کہ کسی شخص کے پاس مالی طور پر گنجائش ہو یا نہ ہو، لیکن وہ کسی نہ کسی گھر کے ہر فرد کے لئے جوتے ٹوپی سے لے کر ہر ہر چیز نئی خریدے۔ گھر کی آرائش و زیبائش کے لئے نت نیا سامان فراہم کرے، دوسرے شہروں میں رہنے والے اعزہ اور اقارب کو قیمتی کارڈ بھیجے اور ان تمام امور کی انجام دہی میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ایک متوسط آمدنی رکھنے والے شخص کے لئے عید اور بقرعید کی تیاری ایک مستقل مصیبت بن چکی ہے، اس سلسلہ میں وہ اپنے گھر والوں کی فرمائش پوری کرنے کے لئے جب جائز ذرائع کو ناکافی

سمجھتا ہے تو مختلف طریقوں سے دوسروں کی جیب کاٹ کر وہ روپیہ فراہم کرتا ہے تا کہ ان غیر متناہی خواہشات کا پیٹ بھر سکے اور اس عید کی تیاری کا کم سے کم نقصان تو یہ ہے ہی کہ رمضان اور خاص طور سے آخری عشرے کی راتیں اور اسی طرح بقرعید کے پہلے عشرے کی راتیں بالخصوص بقرعید کی شب جو گوشۂ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے عرض و مناجات اور ذکر وفکر کی راتیں ہیں وہ سب بازار میں گزرتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے بعد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن اور ان کی راتیں بڑی مبارک ہیں اور آخرت کمانے کا بہترین سیزن ہیں، بندۂ مومن جس کی زندگی کا مقصد صرف حق تعالیٰ کی رضا اور حصول جنت ہے، اس کے لئے یہ بہت ہی نادر موقع ہے جو حق تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے عطا فرمایا ہے۔ ان ایام اور مبارک لیل و نہار کو بیحد غنیمت سمجھا جائے اور ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق ان ایام میں زیادہ سے زیادہ عبادت وطاعت، ذکرو تلاوت، تسبیح و مناجات اور توبہ و استغفار کا اہتما کرے۔ اور زیادہ نفلی عبادت وطاعت نہ کر سکے تو کم از کم گناہوں سے تو اپنے کو دور ہی رکھے اور تمام رات کوئی نہ جاگ سکے تب بھی کچھ حرج نہیں، آسانی اور بشاشت کے ساتھ جتنی دیر جاگ کر عبادت کر سکے اتنا ہی کر لے اور ادنی درجہ میں اتنا تو ضرور ہی کر لیا جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت مع تکبیر اولیٰ کے ادا کرے اور درمیان

میں کسی وقت، اگر شب کا آخری حصہ ہو تو زیادہ بہتر ہے، تھوڑی دیر عبادت کر کے دعا اور مناجات کرے۔ اللہ تعالیٰ سے اس شب کی رحمتیں اور برکتیں مانگے اور توبہ واستغفار کرے حق تعالیٰ کی رحمتِ واسعہ سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے ضعیف اور کمزور بندوں سے اتنا بھی قبول فرمالیں گے اور محروم نہ فرمائیں گے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيز

تکبیرِ تشریق کے احکام

تکبیرِ تشریق کسے کہتے ہیں؟

تکبیرِ تشریق: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کو کہتے ہیں۔ (درمختار)

تکبیرِ تشریق کب سے کب تک پڑھیں

عرفہ کا دن یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے ذی الحجہ کی تیرہ تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد فوراً بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب ہے۔ البتہ عورتیں یہ تکبیر آہستہ آواز سے کہیں تاہم حساب سے یہ کل تئیس (۲۳) نمازیں ہوتی ہیں جن کے بعد تکبیرِ تشریق کہنا واجب ہے اور ان پانچ دنوں کو جن میں یہ تکبیریں کہی جاتی ہیں ''ایامِ تشریق'' کہتے ہیں (درمختار) یہ تکبیریں ہر شخص پر واجب نہیں، ان کے واجب ہونے کی کچھ شرطیں ہیں جن کا ابھی ذکر آتا ہے۔

تکبیرِ تشریق واجب ہونے کی شرطیں

تکبیرِ تشریق واجب ہونے کے لئے درج ذیل تین شرطیں ہیں، اگر

یہ تینوں شرطیں کسی شخص میں موجود ہوں تو ایام تشریق میں اس پر تکبیرِ تشریق واجب ہے، اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو تکبیرِ تشریق واجب نہیں۔ (ہدایہ۔ خلاصۃ الفتاویٰ)

- ... مقیم ہونا، مسافر پر تکبیرِ تشریق واجب نہیں۔
- ... شہر ہونا، گاؤں گوٹھ والوں پر تکبیرِ تشریق واجب نہیں۔
- ... جماعت مستحبہ ہونا، اکیلے نماز پڑھنے والوں پر اور تنہا عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنے سے اُن پر تکبیرِ تشریق واجب نہیں۔

شرائط کی ضروری تشریح

پہلی شرط کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کسی جگہ مقیم ہوں جیسے اپنے وطن اصلی میں ہوں یا مسافر نے کسی جگہ جہاں اقامت کی نیت معتبر ہوتی ہو کم از کم پندرہ دن قیام کی نیت کرلی ہو اور باقی دو شرطیں بھی موجود ہوں تو اس پر ایام تشریق میں تکبیرِ تشریق واجب ہے۔ مسافر شخص پر تکبیرِ تشریق واجب نہیں ہے خواہ وہ الگ نماز پڑھے یا اپنے ہی جیسے کسی مسافر امام کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کرے اور اگرچہ یہ مسافر یا مسافروں کی جماعت کسی شہر میں ہو اور اپنی جماعت کریں، ان پر بہرحال تکبیرِ تشریق واجب نہیں، البتہ اگر یہ مسافر یا مسافرین کسی مقیم امام کی اقتداء میں شہر یا قصبہ میں نماز باجماعت ادا

کریں تو پھر ان پر بھی امام کے تابع ہو کر تکبیرِ تشریق واجب ہو جائے گی۔

دوسری شرط کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ جمعہ وعیدین کے لئے شہر یا قصبہ ہونا شرط ہے، کسی چھوٹے گاؤں گوٹھ میں جمعہ وعیدین جائز نہیں، اس لئے ان کے باشندوں پر تکبیرِ تشریق بھی ایامِ تشریق میں واجب نہیں، اگر چہ گاؤں والے اپنی فرض نماز باجماعت ادا کریں، البتہ اگر یہ لوگ کسی شہر یا قصبہ میں آ کر مقیم امام کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کریں تو امام کے تابع ہو کر ان پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہو جائے گی۔

تیسری شرط کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا دو شرطوں کے ساتھ تکبیرِ تشریق واجب ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ایامِ تشریق میں جن جن فرض نمازوں کے بعد تکبیرِ تشریق کہنا واجب ہوتا ہے ان فرض نمازوں کو باجماعت ادا کیا گیا ہو اور وہ جماعت بھی مستحب جماعت ہو، مکروہ جماعت نہ ہو، مثلاً کسی مرد امام کی اقتداء میں وہ فرض باجماعت ادا کیا گیا ہو تو اس جماعت کے شریک تمام مقتدیوں پر امام سمیت تکبیرِ تشریق واجب ہوگی.... لیکن اگر باوجود پہلی دو شرطوں کے پائے جانے کے کسی شخص نے ایامِ تشریق کی فرض نمازیں کل یا بعض بغیر جماعت کے تنہا ادا کیں تو اس پر تنہا ادا کی جانے والی نمازوں کے بعد تکبیرِ تشریق واجب نہیں۔ اسی طرح اگر تنہا عورتوں نے مل کر کسی عورت ہی کو امام بنا کر اس کی اقتداء میں کوئی فرض نماز باجماعت ادا کی تو ان پر

بھی تکبیرِ تشریق واجب نہیں ہوگی؛ کیونکہ عورتوں کی جماعت، جماعتِ مستحبہ نہیں ہے بلکہ مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح اگر عورتیں الگ الگ نمازیں ادا کریں تب بھی ان پر تکبیرِ تشریق واجب نہیں۔ البتہ اگر شہر یا قصبہ میں عورتیں کسی مقیم مرد امام کی اقتداء میں فرض نمازیں باجماعت ادا کریں اور امام نے ان کی اقتداء کی نیت بھی کرلی ہو تو جو نمازیں وہ امام کی اقتداء میں ادا کریں گی ان نمازوں کے بعد ان پر بھی امام کے تابع ہو کر تکبیرِ تشریق واجب ہو جائے گی۔ لیکن عورتوں کو مساجد میں جا کر مردوں کی جماعت میں شریک ہو کر نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے، مکروہ تحریمی ہے۔ (بحر وشامی)

ایک ضروری وضاحت

ایامِ تشریق میں تکبیرِ تشریق واجب ہونے کے لئے جو شرائط اوپر ذکر کی گئی ہیں یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہیں اور اکثر علماء اور فقہاء رحمہم اللہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک ہی کو ترجیح دی ہے اور روایت اور درایت دونوں لحاظ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول ہی کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ (امداد الاحکام)

لیکن حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک تکبیرِ تشریق واجب ہونے کے لئے ان شرائط بالا میں سے کوئی شرط لازم نہیں ہے، ان کے نزدیک ایامِ تشریق میں تکبیرِ تشریق امام، مقتدی، مسبوق، منفرد، شہری، دیہاتی، مقیم،

مسافر، مرد اور عورت سب پر واجب ہے اور بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ نے صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر بھی فتویٰ دیا ہے اور ان کے قول پر عمل کرنا زیادہ بہتر اور زیادہ احتیاط کی بات ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا تمام افراد کو ایامِ تشریق میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیرِ تشریق کہہ لینی چاہئے۔ (امداد الاحکام)

تکبیرِ تشریق بھول جانے کا حکم

تکبیرِ تشریق ہر فرض نماز کے بعد فوراً کہنی چاہئے اگر کوئی شخص اس وقت کہنا بھول جائے یا جان کر نماز کے منافی کوئی کام کرے مثلاً قہقہہ مار کر ہنس پڑے یا کوئی بات کر لے خواہ جان کر یا بھول کر یا مسجد سے چلا جائے۔ تو پھر تکبیرِ تشریق نہ کہنی چاہئے اور اس کی قضا بھی نہیں ہے ہاں توبہ کرنے سے تکبیرِ تشریق چھوڑنے کا گناہ معاف ہو جائیگا لہٰذا توبہ کر لے اور آئندہ خیال رکھے، البتہ اگر کسی شخص کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کہہ لے وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کر کے کہے تب بھی کہہ لینا جائز ہے۔ (علم الفقہ وفتاویٰ دار العلوم مدلل)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے

اگر کسی نماز کے بعد امام تکبیر تشریق کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب وہ کہیں۔ (در مختار)

تکبیرِ تشریق کتنی بار کہیں

تکبیرِ تشریق ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے اور صحیح قول کے مطابق ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا خلافِ سنت ہے۔

(شامی وفتاویٰ دار العلوم مدلل)

بقر عید کی نماز کے بعد تکبیرِ تشریق کا حکم

بقر عید کی نماز کے بعد تکبیرِ تشریق کہنے نہ کہنے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک کہہ لینا واجب ہے۔ (درمختار و بہشتی گوہر)

قضاء نمازوں کے بعد تکبیرِ تشریق کا حکم

قضاء نماز پڑھنے کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب نہیں ہے، البتہ ایام تشریق میں فوت ہونے والی نماز کو اگر اسی سال کے ایام تشریق میں قضاء کیا جائے تو اس صورت میں اس قضاء نماز کے بعد بھی تکبیرِ تشریق کہنا واجب ہے، لیکن اگر ایام تشریق گزرنے کے بعد یا آئندہ سال کے ایام تشریق میں قضاء کی جائے تو پھر تکبیرِ تشریق کہنا واجب نہیں۔ (عالمگیری)

قربانی کے فضائل

قربانی کی ابتداء

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ نبیوں کا خواب سچا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا اور ایسی بات اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم دیئے جانے کے برابر مانی جاتی تھی، اس لئے انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے، تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا:

قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (سورة الصّافات : رکوع ۳)

ترجمہ

''اے ابا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے اس پر عمل کر لیجئے آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔''

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ سے لے کر چلے اور منیٰ میں جا کر ذبح کرنے کی نیت سے ایک

چھری ساتھ لی۔ (منیٰ مکہ معظّمہ سے تین میل دور دو پہاڑوں کے درمیان ایک بہت لمبا میدان ہے) جب منیٰ میں داخل ہونے لگے تو ان کے بیٹے کو شیطان بہکانے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتہ چلا تو شیطان کو اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، جس کی وجہ سے وہ زمین میں دھنس گیا، دونوں باپ بیٹے آگے بڑھے تو زمین نے شیطان کو چھوڑ دیا۔ کچھ دور جا کر شیطان پھر بہکانے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اُسے اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، وہ پھر زمین میں دھنس گیا۔ یہ دونوں آگے بڑھے تو پھر زمین نے اس کو چھوڑ دیا وہ پھر آکر ورغلانے لگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اسے اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں پھر وہ زمین میں دھنس گیا اور اسکے بعد آگے بڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا، ابھی ذبح کرنے نہ پائے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ندا آئی: يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا یعنی اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچا کر دیا۔ پھر اللہ پاک نے ایک مینڈھا بھیجا جسے اپنے بیٹے کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کر دیا جیسا کہ حق تعالیٰ جل مجدہ ' کا ارشاد ہے: وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں کتب التفسیر روح المعانی وغیرہ، سورۂ صافات)

ذبح تو کیا مینڈھا اور ثواب مل گیا بیٹے کی قربانی کا؛ کیونکہ دونوں باپ بیٹے دل و جان سے اس کام کے انجام دینے کو طے کر چکے تھے جس کا اللہ تعالیٰ

کی جانب سے حکم ہوا تھا، باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹادیا اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے بخوشی لیٹ گیا۔ دونوں نے اپنی جانب سے کوئی کسر نہیں چھوڑی، اللہ جل شانہ' کے یہاں نیت دیکھی جاتی ہے، اپنی نیت میں یہ دونوں سچے تھے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ۔

یہ واقعہ قربانی کی ابتداء ہے اور حج کے موقع پر جو کنکریاں ماری جاتی ہیں، انکی ابتداء بھی اسی واقعہ سے ہوئی ہے۔ اُن ہی تین جگہوں میں کنکریاں مارتے ہیں جہاں شیطان زمین میں دھنس گیا تھا اب اس جگہ نشان دہی کے لئے پتھر کے مینار بنا دیئے گئے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانوروں کی قربانی کرنا عبادت میں شمار ہو گیا۔ چنانچہ رحمتِ عالم ﷺ کی امت کے لئے بھی قربانی مشروع کی گئی، ہر صاحبِ حیثیت پر قربانی واجب ہے اور اگر کسی کی اتنی حیثیت نہ ہو اور قربانی کر دے تب بھی ثوابِ عظیم کا مستحق ہو گا۔

قربانی کرنے کی فضیلت

حدیث:۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنها قَالَت قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابنُ آدم مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهُ

لَيُأْتِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا، وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالْأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا. (رواه الترمذی)

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ بقرعید کی دس تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں ثوابِ عظیم کے ملنے کا ذریعہ بنیں گی) نیز فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرفِ قبولیت حاصل کر لیتا ہے لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (ترمذی شریف)

حدیث:- عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ أَضْحَى :مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ فِي هَذَا الْيَوْمِ أَفْضَلَ مِنْ دَمٍ يُهَرَاقُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَحِمًا تُوصَلُ. (رواه الطبرانی)

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے بقرعید کے دن فرمایا کہ ’’آج کے دن کوئی شخص قربانی سے بہتر عمل نہیں کرسکتا الا یہ کہ صلہ رحمی کرے‘‘ (یاد رہے کہ صلہ رحمی نفلی قربانی کا بدل تو ہوسکتی ہے واجب قربانی کا نہیں)۔ (طبرانی)

قربانی کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمام گناہوں کی بخشش

حدیث:- وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ! قُوْمِی فَاشْهَدِی اُضْحِيَتَكِ فَإِنَّ لَكِ بِأَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِهَا مَغْفِرَةً لِكُلِّ ذَنْبٍ، أَمَّا إِنَّهَا يُجَاءُ بِدَمِهَا وَلَحْمِهَا فَيُوْضَعُ فِی مِيْزَانِكِ سَبْعِيْنَ ضِعْفاً. فَقَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لِآلِ مُحَمَّدٍ خَاصَّةً فَإِنَّهُمْ أَهْلٌ لِمَا خُصُّوْا بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ اَوْ لِآلِ مُحَمَّدٍ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً؟ قَالَ: لِآلِ مُحَمَّدٍ خَاصَّةً وَلِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً۔ (كذا فی الترغيب)

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! جاؤ اپنی قربانی پر حاضری دو؛ کیونکہ اس کے خون سے جونہی پہلا قطرہ گرے گا تمہارے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے نیز وہ جانور (قیامت کے دن)

اپنے خون اور گوشت کے ساتھ لایا جائے گا اور پھر اسے ستر گنا (بھاری کر کے) تمہارے میزان میں رکھا جائے گا۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (یہ عظیم الشان فضیلت سن کر بے ساختہ) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ (فضیلتِ عظیمہ صرف) آلِ محمدؐ کے ساتھ مخصوص ہے؛ کیونکہ وہ (واقعۃً) اس کارِ خیر کے زیادہ مستحق ہیں یا آلِ محمدؐ اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یہ عظیم الشان فضیلت) آلِ محمدؐ کے لئے تو بطورِ خاص ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی عام ہے (یعنی ہر مسلمان کو بھی قربانی کرنے کے بعد یہ فضیلت حاصل ہوگی)۔ (الترغیب والترهيب)

تشریح

اس روایت سے دو اہم فضیلتیں معلوم ہوئیں:

- ... قربانی کے جانور کا پہلا قطرہ گرتے ہی قربانی کرنے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے۔
- ... قیامت کے دن قربانی کا جانور خون اور گوشت کے ساتھ لا جائے گا اور پھر اس کو ستر گنا وزنی کر کے میزان میں رکھا جائے گا۔

اس لئے نہایت خوش دلی اور فراخ دلی سے قربانی کرنی چاہئے واجب نہ ہو تو بھی ان فضیلتوں کو حاصل کرنے کے لئے قربانی کر لینی چاہئے۔

مسئلہ: اپنی قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے، اگر

خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے بھی ذبح کرا سکتا ہے، مگر ذبح کے وقت وہاں خود حاضر رہنا افضل ہے۔(درمختار)

بقرعید کے دن قربانی پر پیسہ خرچ کرنا افضل ہے

حدیث:۔ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَا اُنفِقَتِ الوَرِقُ فِی شَیءٍ أَحَبَّ إِلَی اللّٰہِ مِن نَحرٍ یُنحَرُ فِی یَومِ عِیدٍ (رواہ الطبرانی)

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”عید کے دن قربانی کا جانور (خریدنے) کے لئے پیسے خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں اور چیزوں میں خرچ کرنے سے زیادہ افضل ہے“۔(طبرانی)

قربانی کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی

حدیث:۔ عَن زَیدِ بنِ أَرقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ، مَا ھٰذِہِ الأَضَاحِیُّ؟ قَالَ :سُنَّۃُ أَبِیکُم إِبرَاھِیمَ عَلَیہِ السَّلَامُ قَالُوا فَمَا لَنَا فِیھَا یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: بِکُلِّ شَعرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوا: فَالصُّوفُ یَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ

(کذا فی الترغیب)

ترجمہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس میں ہمارا کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: (تمہارا فائدہ یہ ہے کہ تمہیں قربانی کے جانور کے) ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ انہوں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! (جن جانوروں کے بدن پر اون ہے اُس) اُون کا کیا حکم ہے؟ (کیا اس پر بھی کچھ ملے گا؟) آپ نے فرمایا: اُون کے ہر بال کے عوض میں بھی ایک نیکی ملے گی۔ (الترغیب والترھیب)

تشریح

غور کیجئے! اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں مل جائیں۔ دنبے اور بھیڑ کے بدن پر کتنے لاتعداد بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گننا چاہے تو بھی نہ گن سکے تو سوچئے! ہمارے دس پندرہ ہزار کے مقابلے میں کتنی بے حساب نیکیاں ہوئیں اس قدر اجر وثواب کو دیکھ کر خوب بڑھ چڑھ کر قربانی کرنی چاہئے۔ واجب تو واجب

ہے ہی اگر وسعت ہوتو نفلی قربانی بھی کرنی چاہئے۔ان مبارک دنوں کے چلے جانے کے بعد پھر یہ دولت کہاں نصیب ہوگی اور اس آسانی سے یہ بے شمار نیکیاں کہاں میسر ہوں گی پھر اگر اللہ جل شانہ‘ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے تو جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے وہاں اپنے مرحوم عزیزوں کی طرف سے بھی کردے مثلاً ماں، باپ، بہن، بھائی وغیرہ ان کی طرف سے قربانی کرنے سے انکی روح کو اتنا عظیم الشان ثواب پہنچ جائیگا۔اور کیا ہی اچھا ہو کہ محسن اعظم نورِ مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اور آپ کے اہل بیت کی طرف سے بھی قربانی کی جائے، ورنہ کم از کم اپنی واجب قربانی تو ضرور ہی کردے جس شخص نے قربانی واجب ہوتے ہوئے نہ کی تو اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم کون ہوگا؟ حدیث میں ایسے شخص کو عیدگاہ میں حاضری ہی سے منع کردیا گیا ہے۔چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

جو واجب قربانی نہ کرے وہ عیدگاہ میں بھی نہ آئے

حدیث:۔ وَعَن أبی هُرَیرَة رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلی الله عَلَیهِ وَسلم مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِأَنْ یُّضَحِّیَ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَحْضُرْ مُصَلَّانَا. (کذا فی الترغیب)

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ محسنِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو (ایسا آدمی) ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔(الترغیب والترھیب)

تشریح

جولوگ مالی وسعت اور قربانی کی استطاعت رکھتے ہوئے اپنی واجب قربانی ادانہیں کرتے وہ آنکھیں کھولیں! اور اپنے ایمان کی خیر منائیں، اول یہی خسارہ کیا کم تھا کہ قربانی نہ کرنے سے اتنے بڑے ثواب سے محروم ہوگئے، پھراس سے بڑھ کر مجسمِ رحمت پیکرِ شفقت ﷺ ناراض ہوجائیں اور عیدگاہ میں حاضری سے روک دیں تو ایسے شخص کا کہاں ٹھکانہ ہوگا؟ عیدگاہ اور مساجد اللہ تعالیٰ کی محبوب جگہیں ہیں، یہاں جمع ہونے والوں پر عفووکرم کی بارش ہوتی ہے، یہاں کی حاضری سے کسی بدنصیب سے بدنصیب ہی کو روکا جاسکتا ہے، اس لئے بخل سے کام نہ لیں جس نے یہ مال دیا ہے یہ حکم بھی اسی کا دیا ہوا ہے اس کی تعمیل کریں، اسی میں سلامتی ہے۔

ایک ضروری مسئلہ

بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ باپ بھی کماتا ہے اس کے چار پانچ لڑکے

ہیں وہ بھی اپنا الگ الگ کماتے ہیں، ماں اور سب دلہنوں کی ملکیت میں سونے چاندی کا زیور بھی ہوتا ہے لیکن بقرعید کو قربانی صرف ایک ہوتی ہے اور جملہ اہل خانہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سب کی طرف سے یہ واجب ادا ہو گیا۔ یہ سخت ناسمجھی اور مغالطے کی بات ہے، یاد رکھیں قربانی واجب ہونے کے لئے گھر کے ہر فرد کی علیحدہ علیحدہ ملکیت دیکھی جائے گی اور جس کی ملکیت میں کم از کم ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہو یا مختلف سونے چاندی کا زیور ہو مگر مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے مساوی ہو یا اس قدر چاندی کی قیمت کا مالِ تجارت ہو یا اتنی مالیت کا فاضل سامان پڑا ہوا ہو تو اس پر بقرعید کے دن قربانی واجب ہوگی، چنانچہ اگر اتنا زیور یا روپیہ یا فالتو ساز وسامان ماں، باپ، تمام لڑکوں اور ان کی بیویوں کی ملکیت میں ہوا تو ان سب پر ایک ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر سب کی ملکیت میں اتنا مال نہ ہوا تو جس جس کی ملکیت میں ہوگا اُس پر قربانی واجب ہوگی اور یہ بھی یاد رکھیں کہ قربانی فرض ہونے کے لئے مذکورہ بالا مقدار چاندی یا اس کی قیمت یا اس کے بقدر مالِ تجارت کے ملکیت میں ہونے پر سال گزرنا بھی ضروری نہیں ہے مثلاً اگر کسی کے پاس بقرعید کی نویں تاریخ کو عصر کے وقت اتنا روپیہ پیسہ یا مالِ تجارت آیا جس کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے اور دس تاریخ میں بھی اس کے پاس موجود رہا تو اس پر بھی قربانی واجب ہو جائے گی۔

قربانی کے ضروری مسائل

قربانی کس پر واجب ہے؟

جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو یا جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہو یا اتنی قیمت کا مالِ تجارت ہو یا فاضل سامان پڑا ہو اس پر قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہو جاتے ہیں، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں اس پر قربانی بھی واجب نہیں، یہ بات صحیح نہیں ہے، یوں کہنا تو درست ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں، اس پر قربانی واجب نہیں؛ کیونکہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض نہیں اسلئے کہ ان کے پاس سونا، چاندی یا مالِ تجارت یا نقدی نصاب کے بقدر نہیں ہوتی، لیکن بہت سا فاضل سامان پڑا ہوتا ہے (جیسے استعمال کیا ہوا ضرورت سے زائد فرنیچر وغیرہ) اگر یہ فاضل سامان ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، ایک فرق اور بھی ہے وہ یہ کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا اس وقت فرض ہوتا ہے جب نصاب پر چاند کے اعتبار سے بارہ مہینے گزر جائیں اور قربانی واجب ہونے کے لئے قربانی کی تاریخ آنے سے پہلے چوبیس گھنٹے

گزرنا بھی ضروری نہیں ہے مثلاً اگر کسی کے پاس بقرعید کی نویں تاریخ کو عصر کے وقت ایسا مال آیا جس کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے اور دس تاریخ میں بھی اس کے پاس موجود رہا تو اس پر قربانی واجب ہے اور گھر کے ہر شخص کی ملکیت علیحدہ دیکھی جائیگی اگر کسی گھر میں باپ، بیٹے اور بیٹوں کی ماں ہر ایک کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی، البتہ نابالغ کی طرف سے کسی حال میں قربانی کرنا لازم نہیں۔ عورتوں کے پاس عموماً اتنا زیور ہوتا ہے جس پر قربانی واجب ہوجاتی ہے، اس لئے ایسی خواتین کو اپنی قربانی کر لینی چاہئے۔

قربانی واجب رہنے نہ رہنے کی چند صورتیں

مسئلہ: قربانی کا وجوب ذمہ میں باقی رہنے یا ذمہ سے ساقط ہونے میں آخری وقت کا اعتبار ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص پہلے سے صاحبِ نصاب نہ ہو اور بارہ ذی الحجہ کو صاحبِ نصاب ہوجائے تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر مسافر ۱۲ ذی الحجہ کو مقیم ہوجائے اور وہ صاحبِ نصاب بھی ہو تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر صاحبِ نصاب شخص ۱۲ ذی الحجہ (یعنی قربانی کے تیسرے دن) فقیر ہوجائے، یا مقیم مسافر بن جائے تو اس سے قربانی ساقط ہوجائے گی۔

مسئلہ: اگر فقیر یا مسافر نے ۱۰ ریا ۱۱ر ذی الحجہ کو نفلی قربانی کر دی، پھر ۱۲ر ذی الحجہ کو فقیر کے پاس مال آ گیا یا مسافر مقیم ہو گیا تو ایسی صورت میں علامہ شامیؒ کی تحقیق کے مطابق اس شخص کی پہلی قربانی کافی ہوگی، دوبارہ قربانی لازم نہیں، اور علامہ کاسانیؒ کے نزدیک دوبارہ قربانی واجب ہے، گنجائش ہونے کی صورت میں اگر بآسانی ممکن ہو تو احتیاطاً دوبارہ قربانی کر لینی چاہئے۔
(شامیہ، بدائع)

قربانی کی نیت سے جانور خریدنے سے اس جانور کی قربانی لازم ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ: صاحبِ نصاب شخص اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو اس پر اس جانور کی قربانی لازم نہیں ہوتی، البتہ فقیر (غیر صاحبِ نصاب) شخص اگر قربانی کی نیت سے جانور خرید لے تو اُس میں یہ تفصیل ہے کہ:

اگر ایامِ قربانی میں جانور خریدے تو فقیر شخص پر اس جانور کی قربانی لازم ہو جائے گی، لیکن ایامِ قربانی سے پہلے خریدنے کی صورت میں اس جانور کی قربانی لازم نہیں ہوگی؛ کیونکہ قربانی واجب ہونے کے لئے یا تو زبان سے نذر کے الفاظ کہنے ضروری ہیں یا پھر ایام قربانی ہوں جن میں قربانی واجب ہو سکتی ہے؛ جبکہ ایامِ قربانی سے قبل یا بعد میں خریدنے کی صورت میں کوئی بھی

قربانی واجب ہونے کا سبب نہیں پایا جاتا۔ ہمارے اکابرؒ کے فتاویٰ میں فتاویٰ رحیمیہ میں یہ قول اختیار کیا گیا ہے، علامہ شامیؒ نے بھی تاتارخانیہ کے حوالہ سے اس قول کو ذکر فرمایا ہے، اور یہی احوط معلوم ہوتا ہے۔ (شامیہ، تاتارخانیہ)

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد تبدیل کرنا

مسئلہ: صاحبِ نصاب شخص پر قربانی کا جانور خریدنے کی وجہ سے اُسی جانور کی قربانی واجب نہیں ہوتی، لہٰذا اُس کے لئے خریدا ہوا جانور بیچ کر کوئی دوسرا جانور قربانی کے لئے خریدنا جائز ہے اور اس کی قربانی کرنے سے قربانی ادا ہو جائے گی، البتہ اگر دوسرے جانور کی قیمت پہلے جانور کی قیمت سے کم ہو تو اس زائد رقم کو صدقہ کر دینا چاہئے۔

مسئلہ: فقیر (غیر صاحبِ نصاب) شخص اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو ایامِ قربانی سے پہلے جانور خریدنے کی صورت میں تبدیل کر سکتا ہے، ایامِ قربانی میں خریدنے کی صورت میں تبدیل کرنا جائز نہیں۔

قربانی کے جانور

قربانی کے جانو شرعاً مقرر ہیں، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑا، دنبہ، دنبی کی قربانی ہو سکتی ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں اگر چہ کتنا زیادہ قیمتی ہو، اور کھانے میں جس

قدر بھی مرغوب ہو، لہٰذا ہرن کی قربانی نہیں ہوسکتی، اسی طرح دوسرے حلال جنگلی جانور قربانی میں ذبح نہیں کئے جاسکتے۔ (عالمگیری)

آسٹریلین گائے کا حکم

اگر آسٹریلین گائے، گائے کے بطن سے پیدا ہوتی ہو تو حلال ہے اور اس کا ذبیحہ جائز ہے؛ کیونکہ جانوروں میں حلت وحرمت میں ماں کا اعتبار ہوتا ہے یعنی جانوروں میں بچہ ماں کے تابع ہوگا، لہٰذا اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال ہوگا، اور اگر ماں حرام ہے تو بچہ بھی حرام ہوگا۔ (شامیہ)[1]

اونٹ گائے میں سات حصے ہوسکتے ہیں

مسئلہ: گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات حصے ہوسکتے ہیں یعنی ان میں سے ایک جانور سے سات قربانیاں ہوسکتی ہیں خواہ ایک ہی آدمی ایک گائے لے کر اپنے گھر کے آدمیوں کے وکیل بنانے سے ان کا وکیل بن کر سات حصے تجویز کر کے ذبح کردے یا مختلف گھروں کے ایک ایک یا دو، دو حصے لے کر سات پورے کرلیں، مگر شرط یہ ہے کہ جتنے شریک ہوں ہر ایک کی نیت قربانی کی ہو یا کسی نے عقیقہ کے لئے ایک دو حصے لے لئے ہوں۔

---

(۱) فی الدر المختار : (ولایحل...البغل) الذی أمه حمارة، فلو أمه بقرة أکل اتفاقا ولوفرسا فکأمه (۳۰۴/۶). وفی رد المحتار: (قوله: فکأمه) فیکون علی الخلاف الآتی فی الخیل، لأن المعتبر فی الحل والحرمة الأم فیما تولد من ماکول وغیر ماکول (۳۰۵،۳۰۳/۷).

چونکہ عقیقہ میں بھی اللہ ہی کے لئے خون بہایا جاتا ہے اس لئے عقیقہ کا حصہ قربانی کے جانور میں لیا جاسکتا ہے۔ جتنے لوگوں نے قربانی کے جانور میں شرکت کی، اگران میں سے کسی ایک آدمی کی نیت بھی اس گوشت کی تجارت کرنے یا محض گوشت کھانے کی ہو تو کسی کی قربانی ادا نہ ہوگی اور اگر بھینس، گائے، اونٹ میں سات حصوں سے کم حصے کرلئے مثلاً چھ حصے کر کے چھ آدمیوں نے ایک ایک حصہ لے لیا یا پانچ آدمیوں نے پانچ حصے کر کے ایک ایک حصہ لے لیا تب بھی قربانی درست ہو جائے گی بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو اور اگر آٹھ حصے بنا لئے اور آٹھ قربانی والے شریک ہو گئے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: چھوٹے جانور، یعنی بکرا، بکری وغیرہ میں شرکت نہیں ہوسکتی، ایک شخص کی جانب سے ایک ہی جانور ہوسکتا ہے۔ (عالمگیری)

قربانی کے جانور کی عمریں

مسئلہ: گائے، بیل، بھینس، بھینسا کی عمر کم از کم دو سال اور اونٹ، اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ ہاں اگر بھیڑ یا دنبہ سال بھر سے کم کا ہو لیکن موٹا تازہ اتنا ہو کہ سال بھر والے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہو تو اس کی قربانی

بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو۔

قَالَ عَلَيهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ. (رواہ مسلم وعالمکیری)

مسئلہ: اگر جانور کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتلاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ (احکام عید الاضحیٰ وقربانی)

کیسے جانور کی قربانی درست ہے

قربانی کا جانور بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے اس لئے بہت عمدہ، موٹا، تازہ، صحیح سالم، عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کے آنکھ کان خوب اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کے کان کا پچھلا حصہ یا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو اور نہ ایسے جانور کی قربانی کریں جس کا کان چیرا ہوا ہو، یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔ (رواہ الترمذی)

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کیسے جانوروں سے پرہیز کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (خصوصیت کے

ساتھ) چارطرح کے جانوروں سے پرہیز کرو۔

(۱) ... اَلْعَرْجَاءُ الْبَیِّنُ ظَلْعُھَا،

یعنی وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑاپن ظاہر ہو۔

(۲) ... وَالْعَوْرَاءُ الْبَیِّنُ عَوْرُھَا،

یعنی وہ کانا جانور جس کا کاناپن ظاہر ہو،

(۳) ... وَالْمَرِیْضَۃُ الْبَیِّنُ مَرَضُھَا،

یعنی ایسا بیمار جانور جس کا مرض ظاہر ہو،

(۴) ... وَالْعَجْفَاءُ الَّتِی لَاتُنْقِیْ

یعنی ایسا دُبلا، مریل جانور جس کی ہڈیوں میں مینگ یعنی گودا نہ رہا ہو۔ (رواہ مالك والترمذی وابو داؤد وغیرھم)

حضراتِ فقہاء کرام نے ان احادیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ جو جانور بالکل اندھا ہو یا بالکل کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان کا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو یا دم کٹ گئی ہو یا اس کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ کٹ گیا ہو یا اتنا دبلا جانور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی جائز نہیں اگر جانور دبلا ہو مگر اتنا زیادہ دبلا نہ ہو تو اس کی قربانی ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

لیکن وہ ثواب کہاں ملے گا، جو موٹے تازے جانور کی قربانی میں ملتا

ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے گری پڑی حیثیت کا جانور اختیار کرنا ناسمجھی بھی ہے اور ناشکری بھی۔

تین پاؤں سے چلنے والا جانور

مسئلہ: جو جانور تین پاؤں پر چلتا ہے اور چوتھا پاؤں زمین پر ٹیکتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا یعنی چلنے میں اس سے کچھ سہارا نہیں لیتا تو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے لیکن پاؤں میں کچھ لنگ ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ (شامی)

بے دانتوں والا جانور

مسئلہ: جس جانور کے پیدائشی دانت نہ ہوں یا دانت ٹوٹ گئے ہوں مگر وہ بآسانی چارہ کھاسکتا ہو اور صحت مند ہو یعنی دوسرے عام جانوروں کی طرح ہو تو حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قربانی درست ہے، یہی صحیح اور راجح ہے۔ (اعلاء السنن)

پوری عمر والا جانور دو دانت نہ ہو

مسئلہ: اگر بکرا، بکری کی عمر ایک سال اور گائے، بھینس کی عمر ۲ سال اور اونٹ، اونٹنی کی عمر ۵ سال پوری ہو چکی ہے تو ان کی قربانی صحیح ہے، ۲ دانت ہونا ضروری نہیں بلکہ مذکورہ عمر پوری ہونا شرط ہے، لہٰذا عمر پوری ہونے کی

صورت میں دو دانت نہ بھی نکلیں قربانی صحیح ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

چھوٹے دانت والا جانور

مسئلہ: جانور کے دانت گھس گھس کر مسوڑھوں سے جاملیں لیکن گھاس کھانے پر قادر ہے تو اس کی قربانی صحیح ہے اور اگر گھاس کھانے پر قادر نہیں تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (عالمگیری)(۱)

بے کان والا جانور

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی قربانی درست نہیں یا کان تو ہیں مگر جانور کے دونوں یا کسی ایک کان کا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ حصہ کٹ گیا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری)

البتہ اگر دونوں کان یا ایک کان میں سے ایک تہائی حصہ سے کم کم کٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ اگر کسی جانور کے پیدائش سے کان تو ہیں لیکن ذرا ذرا سے اور چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔ (شامی)(۲)

کٹے اور چیرے ہوئے کان والے جانور کا حکم

مسئلہ: جس جانور کا ایک کان یا دونوں کان لمبائی میں کٹے ہوئے

---

(۱) واما الهتماءُ وهي اللتي لا اسنان لها فان كانت ترعى وتعتلف جازت والا لا، كذا في البدائع وهو الصحيح كذا في المحيط۔ (۲۹۸:۵)، وفي اعلاء السنن: والا رجح عندي ما اختاره في البدائع من قول أبي حنيفه رحمه الله تعالىٰ والله اعلم۔ (ج۱۷ص۲۶۵)

(۲) (والسكاء) اللتي لا أذن لها خلقة ولو لها أذن صغيرة خلقة أجزأت (۳۲۴:۶)

ہیں یا چرے ہوئے ہیں یا سامنے کی طرف سے پھٹ گئے ہیں یا ان میں سوراخ ہیں یا پیچھے کی طرف سے پھٹے ہوئے ہیں تو اسکی قربانی جائز ہے، مگر بہتر نہیں۔ (بدائع)[۱]

بے سینگ والے جانور کا حکم

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش سے سینگ نہیں لیکن عمر اتنی ہو چکی ہے جتنی عمر قربانی کے جانور کی ہونی لازم ہے یا سینگ تو تھے مگر ٹوٹ گئے اور اس کا اثر دماغ تک نہیں پہنچا تو اس کی قربانی درست ہے،[۲] البتہ اگر سینگ بالکل جڑ سے اکھڑ گئے ہوں اور چوٹ کا اثر دماغ تک پہنچ گیا ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں، اور اگر سینگ کے اوپر کا خول اُتر گیا ہے لیکن جڑ باقی ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ (عالمگیری)[۳]

مسئلہ: جس جانور کے سینگوں کو شروع ہی سے داغ کر ان کے نکلنے کو روکا جاتا ہے ایسے جانور کی قربانی جائز ہے بشرطیکہ اس عمل کی وجہ سے جانور کے سر پر ایسا گہرا زخم پیدا نہ ہو جو دماغ تک سرایت کر جائے۔ (عالمگیری)

---

(۱) تجزی الشرقاء مشقوقة الأذن طولا، والخرقاء مشقوقة الأذن والمقابلة ما قطع من مقدم أذنها شی وترك معلقا والمدابرة ما فعل ذلك بمؤخر الأذن من الشاة۔ بدائع

(۲) ويجوز الجماء التی لاقرن لها وكذا مكسورة القرن (هندية ۵: ۲۹۷)

(۳) وان بلغ الكسر المشاش لايجزيه والمشاش رؤس العظام مثل الركبتين والمرفقين. (هندية: ۵/۲۹۷)

ٹوٹے سینگ والے جانور کا حکم

مسئلہ: اگر جانور کے دونوں سینگ یا ایک سینگ ٹوٹ جائے خواہ آدھا یا تہائی یا اس سے بھی زیادہ ٹوٹ گیا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔ البتہ اگر دونوں سینگ یا ایک سینگ بالکل جڑ سے اکھڑ جائیں اور اس کا اثر دماغ تک پہنچ جائے یا اندر کا گودا یا ہڈی ظاہر ہو جائے تو پھر اس جانور کی قربانی درست نہیں۔ (۱)

مسئلہ: آج کل یہ رواج ہو گیا ہے کہ قربانی کے جانور مثلاً بیل وغیرہ جب بالکل چھوٹا ہو اس وقت اس کے سینگ اُکھاڑ کر ختم کر دیئے جاتے ہیں، پھر زخم کو علاج کے ذریعہ ٹھیک کیا جاتا ہے اور مقصد اس سے جانور کو خوبصورت بنانا ہوتا ہے تو ایسا کرنے کے بعد اگر جانور کا زخم ٹھیک ہو گیا اور کوئی عیب باقی نہ رہا تو اس کی قربانی درست ہے، البتہ محض خوبصورتی کے لئے جانور کو اسقدر اذیت دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

آنکھ میں عیب والے جانور کا حکم

مسئلہ: جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو یا اسکی ایک آنکھ کی تہائی روشنی

(۱) ویجوز ان یضحی بالجماء وھی اللتی لا قرن لھا لان القرن لایتعلق بہ المقصود و کذا ما کسرت القرن. (شامی: ۲۸۲/۵)

(بینائی) یا اس سے زیادہ چلی گئی ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔[۱]

مسئلہ: جو جانور ترچھی آنکھوں سے دیکھتا ہے اس کی قربانی درست ہے۔[۲]

مسئلہ: بھینگی آنکھ والے جانور کی قربانی درست ہے۔[۳]

قربانی کے جانور کے بال کاٹنے یا گرنے یا اس کے دودھ کا حکم

مسئلہ: جس جانور کے جسم کے بال کاٹ دیئے گئے ہوں، اس کی قربانی درست ہے۔[۴]

مسئلہ: اگر کسی جانور کے بال خود بخود گر گئے ہوں یا اس کی کھال جلنے کی وجہ سے بال جل گئے ہوں اور اب اس پر بال نہ اُگتے ہوں لیکن زخم وغیرہ کچھ نہ ہو اور تمام اعضاء صحیح وسالم ہوں تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔[۵]

مسئلہ: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنے یا اس کے بال کاٹنے یا اس

(۱) لا بالعمياء والعوراء والعجفاء (ومقطوع أكثر العين) اى اللتى ذهب اكثر نورعينها وروى محمد عنه فى الاصل أن المانع ذهاب أكثر من الثلث وعنه أن الثلث والأدنىٰ هى ظاهر الرواية وصححها فى الخانية حيث قال : والصحيح أن الثلث وما دونه قليل وما زاد عليه كثير وعليه الفتوى (شامى: ٣٢٣/٦)

(۲) والحولاء تجزى: وهى اللتى فى عينها حول. (عالمكيرى:٢٩٨/٥)

(۳) حوالا بالا

(۴) وكذا تجزى المجزورة وهى اللتى جز صوفها. كذا فى قاضيخان ، هنديه (٢٩٨/٥)

(۵) وفيها تناثر الاضحية فى غير وقته يجوز اذا كان لخفالقى أو منح۔(كذا فى القنيه: ٣٠/٢)

سے فائدہ اٹھانے کے حکم کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر جانور کو قربانی کی نیت سے خریدا ہو، لیکن اس کا گزر بسر گھر سے باہر یا جنگل میں چرنے پر نہ ہو بلکہ گھر ہی میں چارہ کھلایا جاتا ہو تو اس صورت میں اس کا دودھ نکالنا یا کوئی فائدہ اٹھانا جائز ہے، اور اگر وہ جانور قربانی کی نیت سے خریدا ہو، لیکن وہ گھر سے باہر جنگل وغیرہ میں چرتا ہو تو اس صورت میں اس کے دودھ وغیرہ کے استعمال کے بارے میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق جائز اور ایک قول کے مطابق مکروہ ہے۔ اس کراہت والے قول کے مطابق اگر کسی نے ایسے جانور کا دودھ استعمال کرلیا تو اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور ایسے جانور کا دودھ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر خشک کردینا چاہئے۔ (عالمگیری) تاکہ دودھ نکالنا نہ پڑے اور اگر مجبوراً نکالنا پڑے تو اس کو صدقہ کردیا جائے۔

جلد کی بیماری والے جانور کا حکم

مسئلہ: اگر کسی جانور کو جلدی بیماری ہے اور اس کا اثر گوشت تک نہیں پہنچا تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر بیماری اور زخم کا اثر گوشت تک پہنچا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامیہ)[1]

مسئلہ: خارش والے جانور کی قربانی درست ہے، لیکن اگر خارش کی

---

(۱) (والجرباء السمینة) فلو مهزولة لم یجز لأن الجرب فی اللحم نقص فان كانت سمنیة ولم یتلف جلدها جاز لانه لایخل بالمقصود. (۳۲۳/۶)

وجہ سے بالکل کمزور ہوگیا ہو یا خارش کھال سے گذر کر گوشت تک پہنچ گئی ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ (شامیہ)

مسئلہ: ابھرے ہوئے غدود یا رسولی والے جانور کی قربانی درست ہے۔ (عالمگیری)(۱)

بغیر تھن یا کم ہونے والے جانور کا حکم

مسئلہ: اگر چار تھن والے جانور کے دو یا دو سے زائد تھن نہ ہوں یا کٹ جائیں یا خشک ہو جائیں تو قربانی جائز نہیں؛ کیونکہ یہ عیب ہے اور عیب دار جانور کی قربانی درست نہیں، البتہ اگر ایک تھن نہ ہو یا کٹ جائے یا خشک ہو جائے تو قربانی جائز ہے۔ (عالمگیری)(۲)

مسئلہ: اگر دو تھن والے جانور کے دونوں تھن یا ایک تھن نہ ہو یا کٹ گیا ہو یا خشک ہو گیا ہو یا اس طرح زخمی ہو کہ بچہ کو دودھ نہ پلا سکے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ (عالمگیری)(۳)

---

(۱) کل عیب یزیل المنفعة علی الکمال أو الجمال یمنع الاضحیة وما لایکون بهذه الصفة لا یمنع۔ (۲۹۹/۵)

(۲) والشطور لاتجزی وهی من الشاة ماانقطع اللبن عن احدی ضرعیها ومن الابل والبقر ما انقطع اللبن من ضرعیها لان لکل واحد منهما اربع اضرع۔ (هندیة: ۲۹۹/۵)

(۳) ولاتجوز الحذاء وهی المقطوعة ضرعها (هندیة:۲۹۸/۵)... ولا الحداء وهی التی یبس ضرعها. (هندیة: ۲۹۸/۵)

بغیر دم یا دم کٹے جانور کا حکم

مسئلہ: جس جانور کی پیدائش ہی سے دم نہیں اس کی قربانی جائز نہیں یا دم ہے مگر دم کا تہائی حصہ یا تہائی سے زیادہ حصہ کٹ گیا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں، البتہ ایک قول کے مطابق اگر دم آدھے سے کم کٹی ہو یعنی آدھے سے زیادہ دم باقی ہو تو اس کی قربانی درست ہے، لہٰذا جہاں کامل دُم والے یا ایک تہائی حصہ سے کم کم دُم کٹے جانور نہ ملیں وہاں مجبوری کی بنا پر ایسے جانور کی قربانی جائز ہوگی۔ (شامیہ)

مسئلہ: دُنبے کی چکتی کے نیچے ایک چھوٹی سی دم رہتی ہے، یہ دم اگر ٹوٹ جائے یا کٹ جائے تو اس کی قربانی جائز ہے؛ کیونکہ دُنبے کی دُم کا اعتبار نہیں ہے۔ (۱)

خنثیٰ جانور کی قربانی کا حکم

فقہ حنفی کی کتب میں سے بعض کتابوں مثلاً فتاویٰ عالمگیری، درِمختار میں اور ہمارے اکابرؒ کے بعض فتاویٰ میں خنثیٰ جانور کی قربانی کو مطلقاً ناجائز لکھا ہے، اور اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا گوشت اچھی طرح نہیں پکتا، لیکن ہماری معلومات کے مطابق اب خنثیٰ جانور کے گوشت میں عموماً نہ پکنے کی

---

(۱) (قوله ولا التی الیة لها خلقة) الشاة اذا لم یکن لها أذن ولا ذنب خلقة قال محمد لا یکون هذا ولو کان لایجوز وذکر فی الاصل عن أبی حنیفة أنه یجوز. خانیة (شامی)

بات نہیں پائی جاتی، بلکہ جس طرح دوسرے جانوروں کا گوشت پک جاتا ہے اسی طرح خنثیٰ جانور کا گوشت بھی پک جاتا ہے، نیز ہمارے علم کی حد تک تاجروں کے نزدیک بھی جانور کا خنثیٰ ہونا ''عیب'' شمار نہیں ہوتا بلکہ اس کی خرید وفروخت بھی دیگر جانوروں کی طرح معمول کے مطابق ہوتی ہے اور خنثیٰ ہونے کی وجہ سے ان کی قیمت میں کوئی بڑا فرق نہیں پڑتا لہٰذا اب اس کی قربانی کو ناجائز نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کی قربانی کی گنجائش ہوگی، جبکہ حضراتِ مالکیہؒ اور شافعیہؒ کی بعض عبارات میں بھی علامہ نوویؒ کے حوالے سے خنثیٰ جانور کی قربانی کا جواز مذکور ہے، بلکہ بعض کتبِ شافعیہ میں مطلق جواز مذکور ہے، البتہ اگر کوئی احتیاط کرے اور خنثیٰ جانور کے بجائے کوئی اور نر یا مادہ جانور ذبح کرلے تو بہتر ہے۔ (فتویٰ نمبر ۱۶۱۰/۵۱)

گونگے اور بہرے جانور کی قربانی کا حکم

حضراتِ احناف کے نزدیک قربانی کے جانور میں جو عیوب ذکر کئے گئے ہیں ان میں گونگا و بہرا ہونے کا عیب شامل نہیں ہے، اور حضراتِ فقہائے کرام کی عبارات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عیب جو جانور کے گوشت پر اثر انداز نہ ہو اور اس سے جانور کا جمال بھی بالکلیہ ختم نہ ہو، ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔

اور اگر عیب ایسا ہو کہ جو اس جانور کے گوشت پر اثر انداز ہو یا اس سے جانور کی منفعت یا جمال بالکلیہ ختم ہو جائے تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔

اس تفصیل کے پیشِ نظر بہرا پن چونکہ عام طور پر جانور کے گوشت پر اثر انداز نہیں ہوتا اور اس سے جانور کی منفعتِ مقصودہ پر بھی کوئی خاص اثر نہیں پڑتا لہٰذا بہرے جانور کی قربانی جائز ہے تاہم گونگے جانور کی قربانی کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ چھوٹے جانور (بکرا، بکری وغیرہ) میں گونگے جانور کی چاہے زبان ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں اس کی قربانی جائز ہے، اور بڑے جانور گائے، بیل وغیرہ میں اگر اس کی مکمل زبان نہ ہو یا زبان کا اکثر حصہ نہ ہو تو ایسے بڑے جانور کی قربانی درست نہیں، اور اگر مکمل زبان ہو یا زبان کا اکثر حصہ سلامت ہو اور چارہ کھا سکتا ہو اگرچہ قوتِ گویائی نہ ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے؛ تاہم مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور میں کسی قسم کا عیب نہ ہو۔

خصّی جانور کی قربانی افضل ہے

مسئلہ: خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے؛ کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے۔

حضورِ اقدس ﷺ نے خود ایسے جانوروں کی قربانی کی ہے۔ جیسا

کہ درج ذیل حدیث میں ہے:

فَقَدْ رَوَى اَبُوْ دَاؤُدَ وَغَيْرُهٗ عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَبَحَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ۔ (عالمکیری)

گابھن جانور کی قربانی درست ہے

مسئلہ: اگر مادہ جانور کی قربانی کی اور اس کے پیٹ میں بچہ نکل آیا تب بھی قربانی ہوگئی اگر وہ بچہ زندہ ہے تو اس کو بھی ذبح کریں۔

خریدنے کے بعد جانور میں عیب ہونے کا حکم

مسئلہ: اگر قربانی کا جانور خرید لیا پھر اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلہ دوسرا جانور خرید کر کے قربانی کرے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی تو اسی کی قربانی کردیں۔ (عالمگیری)

قربانی کے ایام گزر گئے اور قربانی نہ کی اس کا حکم

مسئلہ: کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی، تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کردیں اور اگر بکری خرید لی تھی تو بعینہ وہی بکری خیرات کردیں۔

قربانی کرنے کا وقت

بقر عید کی دسویں تاریخ سے لے کر، بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کریں، لیکن قربانی کا سب سے افضل دن بقر عید کا دن ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔ (عالمگیری)

مسئلہ: بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں جب نمازِ عید پڑھ چکیں تب قربانی کریں، البتہ اگر کوئی دیہات میں یا گاؤں میں رہتا ہو، جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، وہاں فجر کی نماز کے بعد قربانی کر دینا درست ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دسویں تاریخ سے بارہویں تاریخ تک جب جی چاہے قربانی کریں، چاہے دن میں، چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی نہ ہو، اگر خوب زیادہ روشنی ہو، جیسا کہ شہروں میں بجلی کی ہوتی ہے تو رات کو قربانی کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عالمگیری بتصرف)

قربانی کے جانور کی کھال کا حکم

مسئلہ: قربانی کی کھال یا تو یونہی خیرات کر دیں اور یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دیں۔ وہ قیمت ایسے لوگوں کو دیں جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا

درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہٖ وہی پیسے خیرات کرنا چاہئیں، اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دے دیئے تو اچھا نہیں کیا مگر ادائیگی ہوگئی۔

مسئلہ: اس کھال کی قیمت مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں یا مدرس، موذن وامام کی تنخواہ میں دینا درست نہیں ہے اگر ایسی غلطی کرلی ہے تو اس قدر رقم مسکینوں کو دے دیں اور توبہ بھی کریں، آج کل سستا چندہ دیکھ کر بہت سی انجمنیں ویلفیئر ایسوسی ایشن، ہمدرد کلب اور امدادی کمیٹیاں بقرعید کے موقعہ پر نکل آتی ہیں اور کھالوں کا چندہ کرلیتی ہیں ان میں وہ بے دین بھی ہوتے ہیں جو اسلام اور قربانی کا مذاق اڑاتے ہیں مگر کھال کھینچنے کو تیار رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو شریعت کے قوانین سے واقف نہیں ہوتے، یہ لوگ شریعت کے احکام کی رعایت کے بغیر آزادنہ رائے سے، خرچ کرتے ہیں ان کو کھالیں دیکر ضائع نہ کریں ان کو دے کر آپ شرعی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوں گے۔ (چرم قربانی کے مسائل تفصیل سے آگے آرہے ہیں)

قربانی کی منت اور وصیت

مسئلہ: جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو،

اورمنت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کرنا واجب ہے نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دے، جتنا آپ نے کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو، اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص وصیت کر کے مرگیا کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس کی وصیت کے مطابق اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کا تمام گوشت وغیرہ خیرات کردینا واجب ہے۔ (واضح رہے کہ وصیت میت کے ترکہ کے ۱/۳ کے اندر اندر نافذ ہوسکتی ہے۔)

غائب کی طرف سے قربانی

کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہنے یا خط لکھنے کے قربانی کردی، تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بغیر اس کے امر کے تجویز کرلیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی، البتہ اگر غائب آدمی کسی کو خط لکھ کر یا فون پر وکیل بنادے تو اس کی طرف سے قربانی کرسکتے ہیں جن کے لڑکے ایشیا کے کسی دور کے شہر میں ہیں یا یورپ وامریکہ میں ملازم ہیں اگر وہ لکھ دیں یا فون کردیں کہ ہماری طرف سے قربانی کردی جائے تو ان کی طرف سے قربانی کرنے سے ادا ہوجائے گی۔

وکیل کے ذریعہ دوسرے ملک میں قربانی کرانے کا حکم

اگر کوئی شخص وکیل کے ذریعہ دوسرے ملک میں قربانی کروانا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے وکیل اور مؤکل دونوں کے ملک میں قربانی کے ایام شروع ہو چکے ہوں، لہٰذا دوسرے ملک میں قربانی کروانے کی صورت میں اس کا اہتمام کیا جائے کہ مؤکل اور وکیل دونوں کے یہاں قربانی کے ایام شروع ہو کر باقی ہوں۔ لہٰذا

- مؤکل کے ملک میں قربانی کے ایام شروع ہونے سے پہلے وکیل کے ملک میں مؤکل کی طرف سے قربانی کرنا درست نہیں۔
- اگر مؤکل کے یہاں قربانی کے ایام باقی ہوں اور وکیل کے یہاں قربانی کے ایام گزر چکے ہوں تو اس صورت میں وکیل کے ملک میں قربانی کرانے سے قربانی ادا نہیں ہوگی۔
- اور اگر مؤکل کے ملک میں قربانی کے ایام گزر جائیں جبکہ وکیل کے ملک میں قربانی کے ایام موجود ہوں تو ایسی صورت میں مؤکل کی طرف سے قربانی کرنے کے متعلق حضراتِ فقہاءِ کرامؒ کے کلام میں کوئی تصریح نہیں مل سکی، البتہ اصولی طور پر جواز اور عدمِ جواز دونوں کے کچھ نہ کچھ دلائل موجود ہیں، تاہم قربانی ایک عبادت ہے اور عبادات میں احتیاط لازم ہوتی ہے، اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ دوسرے ملک میں قربانی اس وقت کی جائے جب

وکیل اور موکل دونوں کے یہاں قربانی کے ایام موجود ہوں۔ (فتوی نمبر ۱/۱۰۲۳)

قربانی کے بدلہ میں قیمت خیرات کرنا

اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا ہمیشہ گناہگار رہے گا؛ کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا، ایسے ہی صدقہ وخیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، رسولِ کریم ﷺ کے ارشادات اور تعامل اور پھر اتفاقِ صحابہؓ اس پر شاہد ہیں اور قربانی کا جانور خود ذبح کرنا افضل ہے اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کراسکتا ہے۔ مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔

قربانی کی نیت

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں، البتہ ذبح کرنے کے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنا ضروری ہے سنت ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کے لئے روبقبلہ لٹائیں تو یہ دعا پڑھیں:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ٥ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي

وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ٥

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ

خَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

چند آدابِ قربانی

مسئلہ: قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلیں اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کریں جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے۔ (بدائع)

قربانی کے گوشت کے احکام

مسئلہ: قربانی کرنے والے کو اپنی قربانی کے گوشت کے متعلق اختیار ہے چاہے سارا گوشت اپنے گھر رکھ لے یا سارا گوشت خیرات کردے یا سارا دوستوں اور عزیزوں میں تقسیم کردے۔ افضل یہ ہے کہ سارے گوشت کے تین

حصے کرلے۔ایک حصہ خود رکھ لے اور ایک تہائی حصہ اپنے رشتہ داروں کو ہدیۃً پہنچادے اور ایک تہائی حصہ فقیروں اور محتاجوں کو دیدے، خیرات کرنے میں ایک تہائی سے کم نہ کریں تو بہت اچھا ہے۔(درمختار)

گوشت کی تقسیم اندازے سے جائز نہیں

مسئلہ: اگر ایک گائے یا بیل یا بھینس یا اونٹ میں سات آدمی مل کر شریک ہوئے اور قربانی کی تو اب اس کا گوشت باہم اندازہ سے تقسیم نہ کریں، بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک وزن کرکے بانٹیں اگر کسی کے حصے میں گوشت کم ہوگیا تو سود ہوجائے گا اور سود لینے والا اور دینے والا چاہے رضامندی سے یہ لین و دین کریں سخت گناہگار ہوتے ہیں اور جس کے حصہ میں گوشت زیادہ چلا گیا اس کو بھی اس کا کھانا جائز نہیں۔بہرحال سارے شرکاء اگرچہ خوش دلی سے ہر ایک شریک کو اجازت دے دیں کہ جو شریک جتنا چاہے گوشت لیجائے تب بھی کسی شریک کو اس طرح لینا جائز نہیں.....البتہ اگر گوشت کی تقسیم میں سری، پائے، کلّے اور کھال کو بھی شامل کرلیا جائے اور مثلاً اس طرح تقسیم کیا جائے کہ چار حصوں میں ایک ایک پایا رکھ دیا جائے اور باقی تین حصوں میں سے ایک میں کھال ایک میں سری مع مغز اور ایک میں زبان اور کلّے رکھ دیئے جائیں تو پھر وزن کرکے گوشت تقسیم کرنا ضروری نہیں اندازہ سے گوشت کے سات حصے

کر کے مذکورہ چیزوں میں رکھ دیئے جائیں تو بغیر تولے بھی محض اندازہ سے گوشت تقسیم کرلینا جائز ہے۔(عالمگیری)

مشترک طور پر گوشت کھانا اور تقسیم کرنا درست ہے

مسئلہ: اگرایک جانور میں کئی شریک ہیں اور وہ سب گوشت آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ اجتماعی طور پر ہی فقراء اور احباب میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں یا پکا کر کھلانا چاہتے ہیں تو بھی تقسیم ضروری نہیں ہے ہاں شرکاء آپس میں تقسیم کریں گے تو اس میں وزن کے لحاظ سے برابری ضروری ہے یا وہ صورت اختیار کی جائے جو اوپر کے مسئلہ میں ذکر ہوئی۔(شامی بتصرف)

گوشت بیچنا اور اجرت میں دینا جائز نہیں

مسئلہ: قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔اسی طرح قصائی کو ذبح کرنے کی اجرت میں گوشت دینا بھی جائز نہیں۔اجرت علیحدہ سے دینی چاہئے۔(احکام عیدالاضحیٰ وقربانی)

مسئلہ: اگرکسی نے غلطی سے یا جان بوجھ کر قربانی کا گوشت فروخت کردیا تو اتنے گوشت کی قیمت صدقہ کریں اور پھر صدقِ دل سے توبہ کریں اور آئندہ احتیاط کریں۔(عالمگیری بتصرف)

مسئلہ: قربانی کا گوشت غیر مسلم جیسے عیسائی، یہودی، مجوسی اور

ہندو وغیرہ کو دینا جائز ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کے جانور کی چربی، چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں دینا جائز نہیں، مزدوری اپنے پاس سے الگ دیں۔ہاں بلا معاوضہ دینا درست ہے۔(درمختار)

قربانی کی کھال کے احکام

قربانی کی کھال فروخت نہ کی جائے تو شریعت نے قربانی کرنے والے کو اس میں کئی طرح کا اختیار دیا ہے لیکن فروخت کرنے سے اکثر صورتوں میں قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوجاتا ہے اور بعض صورتوں میں واجب نہیں ہوتا۔یہاں ان سب مسائل کی ضروری تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

(یہ آنے والے تمام مسائل حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے مرتب کردہ ''مسائل چرم قربانی'' سے ماخوذ ہیں)

مسئلہ: قربانی کی کھال اپنے اور اہل وعیال کے استعمال میں لانا جائز ہے۔مثلاً جائے نماز، کتابوں کی جلد، مشکیزہ، ڈول، دسترخوان، جراب، جوتہ وغیرہ کوئی بھی چیز بنا کر استعمال کی جاسکتی ہے بلاکراہت جائز ہے۔(ہدایہ ودرمختار) لیکن ان چیزوں کو کرایہ پر دینا جائز نہیں، اگر دے دیں تو جو کرایہ ملے اس کا صدقہ واجب ہے۔(شامی وعالمگیری)

مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کسی کو ہبہ میں (بلا معاوضہ) دیدی جائے۔ جس کو دی جائے خواہ وہ سید اور مال دار ہو یا اپنے ماں باپ، اور اہل وعیال ہوں اجنبی ہو یا رشتہ دار، کافر ہو یا مسلمان بلا معاوضہ ہر ایک کو دینا جائز ہے۔ (ہدایہ عالمگیری، امداد الفتاویٰ)

مسئلہ: فقراء و مساکین کو خیرات میں بھی دی جاسکتی ہے مگر یہ مستحب ہے واجب نہیں۔ (بحر و عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کی کھال، گوشت، چربی، اون، آنتیں وغیرہ یعنی قربانی کے جانور کا کوئی جزء کسی خدمت کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں۔ اگر دے دیا تو اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری، امداد الفتاویٰ)

مسئلہ: قربانی کے جانور کی جھول، رسی اور ہار جو گلے میں پڑا ہو وہ بھی کسی کی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں ان چیزوں کو خیرات کر دینا مستحب ہے۔ (شامی، عالمگیری، ہدایہ عزیز الفتاویٰ)

قربانی کی کوئی چیز قصائی وغیرہ کو بھی اس کی مزدوری میں دینا جائز نہیں، اس کی مزدوری الگ دینی چاہیے۔ (ہدایہ، درمختار)

امام و مؤذن کو بھی حق الخدمت کے طور پر دینا جائز نہیں۔ حق الخدمت اور معاوضے کے بغیر ہر ایک کو دے سکتے ہیں۔

کھال کی قیمت کے احکام

قربانی کی کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کو فروخت کرنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ روپے کے بدلے فروخت کی تو اس رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر ایسی کسی اور چیز کے بدلے میں فروخت کی جو باقی رہتے ہوئے استعمال میں نہیں آتی، یعنی اسے خرچ کئے بغیر اُس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ مثلاً کھانے پینے کی چیزیں اور تیل، پٹرول، رنگ وروغن وغیرہ تو ان اشیاء کا بھی صدقہ واجب ہے یہ فقراء ومساکین کا حق ہے کسی اور مصرف میں لانا جائز نہیں۔ (ہدایہ، بدائع وامداد الفتاویٰ)

ان اشیاء کے بدلے قربانی کی کھال اس نیت سے فروخت کرنا کہ اپنے خرچ میں لے آئیں گے مکروہ بھی ہے ہاں صدقہ کرنے کی نیت سے فروخت کرنے میں مضائقہ نہیں، لیکن کسی بھی نیت سے فروخت کی ہو بیع نافذ ہوجائے گی اور ان اشیاء کا صدقہ بہر حال واجب ہوگا۔ (بحر، درمختار، عالمگیری)

اور اگر قربانی کی کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کسی ایسی چیز کے بدلے میں فروخت کی جو باقی رہتے ہوئے استعمال میں آتی ہے یعنی اسے خرچ کئے بغیر اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے مثلاً کپڑے برتن، میز، کرسی، کتاب، قلم وغیرہ ان اشیاء کا صدقہ واجب نہیں، بلکہ ان کا وہی حکم ہے جو پیچھے

کھال کا بیان ہوا۔ کہ خود اپنے کام میں لانا دوسرے کو ہبہ میں (بلا معاوضہ) دے دینا اور خیرات کرنا سب جائز ہے۔ (ہدایہ، بدائع، درمختار، امداد الفتاویٰ)

پھر اگر ان اشیاء کو روپے یا کھانے پینے اور خرچ ہونے والی اشیاء کے بدلے فروخت کر دیا تو حاصل ہونے والی قیمت کا صدقہ واجب ہوگا۔

(امداد الفتاویٰ جلد ۳ ص ۵۷۳)

قربانی کی کھال وغیرہ کی قیمت کا مصرف

مسئلہ: اوپر اور آگے جن جن مسائل میں صدقہ کا واجب ہونا بیان کیا گیا ہے وہ صدقہ صرف ان ہی فقراء و مساکین کو دیا جا سکتا ہے جنہیں زکوٰۃ دینا درست ہے جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں انہیں یہ صدقہ بھی نہیں دیا جا سکتا۔ تفصیل آگے مسائل میں آرہی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۳۳۶، ۵۶۶۔ جلد ۳)

مسئلہ: جس کی ملکیت میں اتنا مال ہو کہ جس سے زکوٰۃ یا قربانی واجب ہو جاتی ہے وہ شرعاً مالدار ہے اسے یہ صدقہ دینا جائز نہیں اور جس کے پاس اس سے کم مال ہو وہ شرعاً غریب اور مستحقِ زکوٰۃ ہے اسے یہ صدقہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ (درمختار ۹۹، جلد ۲ و بحر ص ۲۶۳ جلد ۲)

نابالغ بچوں کا باپ اگر مالدار ہو تو ان کو بھی نہیں دے سکتے لیکن اگر اولاد بالغ ہو اور مالدار نہ ہو تو اُن کو دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مالدار کی بیوی اگر

مالدار نہ ہو تو اسے بھی دے سکتے ہیں۔(ہدایہ)

اگر نابالغ بچوں کی ماں تو مالدار ہے باپ مالدار نہیں تو ان بچوں کو بھی دیا جاسکتا ہے۔(درمختار)

مسئلہ: سید اور بنو ہاشم کو (یعنی جو لوگ حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت جعفر، حضرت عقیلؓ..... یا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں ہوں ان کو) یہ صدقہ دینا جائز نہیں۔(شامی، بحر، ہدایہ، امدادالفتاویٰ)

مسئلہ: اپنے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا وغیرہ کو کہ جن کی اولاد میں یہ خود ہے یہ صدقہ دینا درست نہیں۔(ہدایہ جلد۱)

اسی طرح اولاد، پوتے، پوتی، نواسے نواسی وغیرہ کو جو اس کی اولاد میں داخل ہیں ان کو دینے سے بھی یہ صدقہ ادا نہ ہوگا۔شوہر اور بیوی بھی ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے۔(ہدایہ جلد۱)

باقی سب رشتہ داروں کو دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہوں۔ بلکہ ان کو دینے میں دوگنا ثواب ہے۔ایک خیرات کا اور دوسرا اپنے عزیزوں کے حسنِ سلوک کا۔(شامی جلد۲)

مسئلہ: فتویٰ اس پر ہے کہ یہ صدقہ کافر کو نہ دیا جائے۔

(شامی ص۹۲، درمختار ص۱۰۸، جلد۲، امدادالمفتین ص۴۶۴)

مسئلہ: کسی کو مزدوری، یا حق الخدمت کے طور پر یہ صدقہ بھی نہیں دیا جاسکتا۔

مسئلہ: زکوٰۃ اور دوسرے صدقات واجبہ کی طرح اس صدقہ کی ادائیگی کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ یہ کسی فقیر مسکین کو مالکانہ طور پر دے دیا جائے، جس میں اس کو ہر طرح کا اختیار ہو، اس کے مالکانہ قبضے کے بغیر یہ صدقہ بھی ادا نہ ہوگا۔ (درمختار ص ۱۸، جلد ۴ و امداد الفتاویٰ)

چنانچہ اسے مسجد، مدرسہ، شفاخانہ، کنویں، پل یا کسی اور رفاہی ادارے کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں، اسی طرح کسی لاوارث کے کفن یا میت کی طرف سے قرض ادا کرنے میں بھی اسے خرچ نہیں کیا جاسکتا؛ کیونکہ یہاں کسی فقیر کو مالک بنانا اور اس کے قبضے میں دینا نہیں بنایا گیا۔ (کنز، ہدایہ، بحر)

کسی ایسے مدرسے یا انجمن وغیرہ میں دینا بھی کہ جہاں وہ غریبوں کو مالکانہ طور پر نہ دیا جاتا ہو، بلکہ ملازمین کی تنخواہوں یا تعمیر اور فرنیچر وغیرہ اور انتظامی مصارف میں خرچ کردیا جاتا ہو جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی ادارے میں غریب طلبہ یا دوسرے مسکینوں کو کھانا وغیرہ مفت دیا جاتا ہو وہاں یہ صدقہ دینا جائز ہے، لیکن یہ اس وقت ادا ہوگا جب وہ رقم بعینہٖ، یا اس سے خریدی ہوئی اشیاء مثلاً کھانا، کتابیں، کپڑے، دوا وغیرہ ان غریبوں کو مالکانہ طور پر مفت

دے دی جائیں۔ (امداد الفتاویٰ)

چرمِ قربانی کی قیمت مسجد اور مدرسہ میں خرچ کرنے کی ترکیب

البتہ اگر کھال کسی غریب یا مالدار کو یا کھال کی رقم کسی غریب کو مالکانہ طور پر قبضہ میں دے دی اور صراحت کردی کہ تم اس رقم کے پوری طرح مالک ہو، ہمیں اس میں کوئی اختیار نہیں۔ پھر وہ اپنی خوشی سے اس کی رقم مسجد، مدرسہ یا کسی بھی رفاہی ادارے کی تعمیر یا اس کے ملازمین کی تنخواہوں وغیرہ میں اپنی طرف سے لگادے تو یہ جائز ہے مگر یاد رہے کہ ''حیلہ تملیک'' کے نام سے جو کھیل عام طور سے کھیلا جاتا ہے اس سے زکوٰۃ کی طرح یہ صدقہ بھی ادا نہیں ہوتا؛ کیونکہ عموماً جس کو دیا جاتا ہے وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ مجھے اس مال کا کوئی اختیار نہیں اگر اپنے پاس رکھ لوں گا تو لوگ ملامت کریں گے، اس خوف اور شرم سے بے چارہ یہ رقم چندہ میں دے دیتا ہے۔ یہ محض زبانی جمع خرچ ہے، اس طرح نہ وہ مالک ہوتا ہے، نہ دینے والے کا صدقہ ادا ہوتا، اس حیلے سے یہ رقم مسجد یا مدرسہ وغیرہ کی تعمیر وانتظامی ضروریات میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۲۴ جلد ۳)

کھال کے متفرق مسائل

مسئلہ: بعض لوگ جانور کی کھال اس طرح اتارتے ہیں کہ اُس میں چھری لگ کر سوراخ ہوجاتے ہیں یا کھال پر گوشت لگا رہ جاتا ہے جس سے کھال کو نقصان پہنچتا ہے بعض لوگ کھال اتارنے کے بعد اس کی حفاظت نہیں کرتے، سڑ کر بے کار یا بہت کم قیمت کی رہ جاتی ہے۔ یہ سب امور اسراف اور تبذیر (فضول خرچی) میں داخل ہیں، جس کی ممانعت قرآنِ کریم میں آئی ہے۔ اس لئے کھال احتیاط سے اتار کر ضائع ہونے سے بچانا شرعاً ضروری ہے۔

مسئلہ: جس نے قربانی کی کھال خریدی، وہ اس کا مالک ہوگیا اس میں ہر قسم کا تصرف کرسکتا ہے، خواہ اپنے پاس رکھے یا فروخت کر کے قیمت اپنے خرچ میں لائے۔ (امداد الفتاویٰ)

مسئلہ: قربانی کی گائے میں جو لوگ شریک ہوں، وہ کھال میں بھی اپنے اپنے حصے کے برابر شریک ہوں گے کسی ایک شریک کو یہ کھال باقی شرکاء سے اجازت کے بغیر اپنے پاس رکھ لینا یا کسی کو دے دینا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر ایک شریک باقی شرکاء سے اُن کے حصے جو کھال میں ہیں خرید لے تو اب پوری کھال اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص اس کھال کو روپے یا کھانے پینے کی اشیاء کے بدلے فروخت کرے گا تو قیمت کا

ساتواں حصہ جو اس کا اپنا تھا اسکا صدقہ واجب ہوگا اور باقی چھ حصے جو شرکاء سے خریدے تھے ان کی قیمت کا صدقہ اس پر واجب نہیں اُسے اپنے خرچ میں لانا درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۳ ص ۵۷۵)

مسئلہ: مذکورہ بالا سب مسائل میں جو احکام کھال کے ہیں وہی جانور ذبح کرنے کے بعد اس کی اون اور بالوں کے ہیں اور اگر اون اور بال فروخت کردیئے تو جو تفصیل کھال کی قیمت کے متعلق بیان کی گئی ہے، وہی ان کی قیمت میں بھی ہوگی۔ مگر یاد رہے کہ قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے اس کی اون اور بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کاٹ لئے تو انکا یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے، اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم (ہدایہ، عالمگیری، بحر، شامی)

❁❁❁

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَى النَّبِیِّ الکَرِیمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصحَابِهٖ اَجمَعِینَ اِلٰى یَومِ الدِّینِ

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفاء اللہ عنہ
جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۵ رشوال المکرم ۱۴۳۷ھ

قربانی کا طریقہ اور آداب

o قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پہلے قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹائیں اور یہ دعا پڑھیں:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ o إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ o لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَالِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ o اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ

o پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر جانور کو تیز چھری سے ذبح کریں، اور ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ (مشکوٰۃ)

o ذبح کرنے سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلیں، ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں، ذبح کرنے میں جانور کی گردن نہ توڑیں، اور جلدی ٹھنڈا کرنے کے لئے اس کا حرام مغز نہ کاٹیں، کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کریں، جب تک جانور پوری طرح ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ (بدائع وغیرہ)

زکوٰۃ کے فضائل و مسائل



حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

مکتبۃ الاسلام کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی